PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

46

نیا مکتبہ اقرأ

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی
کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

ناگ غائب ہو گیا

اے۔ حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قیمت: سات روپے پچاس پیسے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں
بار اول ۱۹۹۳ء
ناشر: مکتبہ اقرأ
طابع: الفرید پرنٹرز لاہور

کالی ماتا نے غرور سے کہا مشرق سے لے کر مغرب تک اور شمال سے لے کر جنوب تک کہاں کہاں میرے اقتدار سے ٹکراؤ گے۔ مورکھ صرف پانچ ہزار سالہ زندگی پر گھمنڈ کرتے ہو جس سورج کو غروب کرنا چاہتے ہو وہ تو کئی پانچ ہزار سال سے چمک رہا ہے اور جب تک اس جہان میں کہیں بھی آبادی موجود ہے چمکتا رہے گا۔ ایک مٹھی خاک سے تمہارا خمیر بنا ہوا ہے۔ وہی خاک کی مٹھی تمہاری آنکھوں میں جھونک کر تمہیں اندھا کر دوں گی۔ کالی ماتا نے اپنے ایک ہاتھ میں پکڑا ہوا ترشول عنبر کی طرف پھینک مارا جوں ہی یہ ترشول عنبر کے قریب پہنچا تو ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پھوٹ کر اس سے جا ٹکرائیں۔ اور اسے آگ لگ گئی۔ اور وہ جلتا ہوا واپس کالی ماتا کی طرف لوٹ گیا۔ عنبر نے قہقہہ لگایا تمام لوگ ڈرے اور سہمے ہوئے انداز میں کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے جن میں ناگ اور مہا پجاری بھی شامل تھے۔ کالی نے ایک ہاتھ آسمان کی طرف اٹھایا کڑکتی ہوئی بجلی اس کے ہاتھ میں آ گئی اور اس نے بجلی کے کوڑے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو گھما کر عنبر کو مارا جو عنبر کے سارے جسم سے لپٹ گئی۔ کالی ماتا نے غرور سے عنبر کی طرف دیکھا اور کہا بتا تجھے کس مقام پر پھینک دوں۔ جہاں تمام عمر یہ بجلی تجھ سے لپٹی تجھے ہلکی ہلکی آنچ دے کر جلاتی رہے۔

لیکن اسی وقت پھر تعویز سے کرنیں چھوٹ کر بجلی سے جا ٹکرائیں اور وہ کئی ٹکڑوں میں ٹوٹ کر زمین پر گر پڑیں۔ کالی ماتا کا غرور سے اُٹھا ہوا سر تعجب اور حیرت سے جھک گیا۔ عنبر نے قہقہہ لگاتے ہوئے طنز کی۔ سیارے کے لوگو دیکھ لی تم نے اپنی اِس دیوی کی طاقت جو میرے اَن دیکھے خدا کو کہہ رہی تھی تم لوگوں کے سامنے آئے۔ میں کہتا ہوں جب اُس خدا کا ایک معمولی گنہگار بندہ تمہارے سامنے موجود ہے اور اُس کا یہ کچھ نہیں بگاڑ سکی۔ تو میرے خدا کا کیا مقابلہ کرے گی۔ یاد رکھو یہ دیوی تمہارا خدا نہیں۔ یہ کسی معمولی بندے کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اُس خدا کی پُوجا کرو جو سب کا رب ہے جو زمین و آسمانوں کا مالک ہے اور جسے کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ اگر آج تمہاری دیوی مجھے شکست دے سکی تو تمہیں حق ہوگا کہ اِس کی پُوجا کرو اسے سجدہ کرو اور اگر یہ خدا کے اس ناچیز بندے سے شکست کھا گئی تو تم خود ہی فیصلہ کر لینا کہ خدا کو کوئی شکست دے سکتا ہے۔ وہ خود فتح و شکست، زندگی اور موت کا مالک ہے۔

ماتا نے کہا عنبر میں تمہیں اُس گستاخی کی ایسی سزا دوں گی کہ زمین اور آسمان کانپ اُٹھیں گے۔ اُس نے اپنا ایک ہاتھ اُوپر اُٹھایا جس میں ایک دو دھاری چوڑی اور لمبی تلوار تھی کہا یہ دیکھ یہ اندر بھگوان کی تلوار ہے جس کا لوہا فولاد کو بھی کاٹ کر نکل جاتا ہے۔ اور اب یہی تلوار تجھے سزا دینے کے لئے کافی ہوگی۔ عنبر نے بھی اپنی تلوار نکال کر لہرائی اور کہا دیکھ یہ تلوار اُس مجاہد کی ہے جو مکہ کی فتح کے وقت جنگ میں شریک تھا اور جس کی تلوار نے سینکڑوں کافروں کے خون کئے تھے۔ یہ اسلام کے بہادر جرنیل خالد بن ولید کی تلوار ہے جسے سیف اللہ کہا گیا ہے۔ یعنی اللہ کی تلوار۔ پھر کالی ماتا بجلی کی تیزی کے ساتھ عنبر پر تلوار لے کر جھپٹ پڑی۔ دونوں تلواریں ٹکرائیں اور شرارے چھوٹنے لگے۔ دونوں کی دھار بے مثال تھی۔ دونوں کی کاٹ لاجواب تھی۔ دونوں کے بازوؤں میں ہاتھیوں کی طاقت تھی۔ جس کی وجہ سے ان کے قدموں کی زمین دہل رہی تھی۔ اور سیارے میں زلزلے کے جھٹکے محسوس ہونے لگے تھے۔ آسمان پر بجلیاں چمکنے لگی تھیں۔ اور سیارے کے لوگ خوف کے مارے سجدے میں گر گئے تھے۔ وار پر وار ہو رہا تھا۔ کہیں بازوؤں کی طاقت کا مظاہرہ تھا اور کہیں تلوار کی کاٹ کے جوہر سامنے آرہے تھے۔

دونوں کے درمیان اگر کوئی درخت آجاتا تو اُس کا تنا مولی کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طرح کٹ جاتا اور تلوار اسی میں سے اسی طرح گزر جاتی جیسے پانی کی لہر ہو۔ دونوں حریف پسینے سے شرابور ہو رہے تھے۔ کالی ماتا کی آنکھوں سے چنگاریاں غصے کے مارے نکل رہی تھیں۔ اُس کے آٹھوں ہاتھوں میں ہتھیار تھے جن سے وہ برابر وار کر رہی تھی۔ لیکن اس بات پر اسے حیرت تھی کہ عنبر ایک تلوار سے ہی آٹھوں ہتھیاروں کا نہ صرف دفاع کر رہا تھا بلکہ ساتھ ساتھ وار بھی کرتا جاتا تھا۔ کئی دفعہ اس کے جسم پر کاری ضرب بھی لگ چکی تھی۔ لیکن جسم پر ایک خراش تک نہ آئی تھی البتہ کالی ماتا کو ٹوٹا ہوا ہتھیار ضرور بدلنا پڑتا تھا ـــــ سیارے کے لوگوں کو حیرت ہو رہی تھی کہ کیا کسی انسان میں اتنی طاقت ہو سکتی ہے کہ دیوتاؤں کا اس طرح مقابلہ کر سکے۔ اُن کے ایمان میں لرزش آ گئی تھی۔ اور وہ عنبر کو بھی کالی ماتا کی طرح کوئی مہان طاقت سمجھ رہے تھے۔ یہ مقابلہ طول پکڑتا جا رہا تھا۔ کالی ماتا کے جسم پر کئی گھاؤ عنبر نے لگائے تھے لیکن وہ فوراً ہی بھر جاتے تھے۔

لیکن عنبر کے جسم پر تو کوئی ہتھیار بھی کارگر نہیں ہو رہا تھا۔ اب عنبر کے حملوں میں زور شور پیدا ہو گیا تھا وہ بار بار اللہ اکبر کا نعرہ لگاتا وار کرتا ہی چلا جاتا کالی ماتا کو مہلت ہی نہ دیتا کہ وہ بھی وار کر سکے۔ وہ آٹھوں ہاتھوں سے دفاع کر رہی تھی اور ہر اللہ اکبر کے نعرے کے ساتھ ہی

اُس کے پاؤں اور بازوؤں میں لرزش پیدا ہونے لگی تھی۔ دونوں تلواروں سے چنگاریوں کی جگہ پر ٹکراؤ سے شعلے لپکنے لگے تھے۔ پھر اس طویل جنگ کا اختتام اُس وقت ہوا جب عنبر نے یا علی کا نعرہ لگا کر کالی کی تلوار پر اپنی تلوار کا بھرپور ہاتھ مارا اور ٹوٹ کر زمین پر جا گری۔ ایک دفعہ تو سیارے کی زمین لٹو کی طرح سے گھوم کر رہ گئی۔

آسمان سے کڑکتی ہوئی بجلی کالی کے بُت پر گری اور اس میں دراڑیں پڑ گئیں۔ فضا میں طاغوتی طاقتوں کے شور و غل کی آوازیں اُبھرنے لگیں اور اس نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ اندر بھگوان تیری تلوار ٹوٹ گئی ہے یہ میری شکست نہیں تیری ہار ہے۔ آسمان پر بجلیوں کا جال سا پھیل گیا۔ اور سیارے میں کئی جگہ بجلی کی کڑک اور چمک کے ساتھ گری جس نے کئی درختوں کو جلا کر راکھ کر دیا۔ مہا جادوگر اور سیارے کے لوگ بار بار سجدے میں گر رہے تھے۔ اور اپنی زبان میں اس بلا کو ٹالنے کے لئے دعائیں کر رہے تھے۔ ناگ کنڈلی مارے کالی کے تخت کے نیچے لاتعلق سا بیٹھا تھا اور پھر سیارے کے لوگوں نے آسمان پر گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ دیکھا بارہ سیاہ گھوڑوں کی رتھ پر اندر دیوتا اپنے قوی بازوؤں میں لگامیں تھامے اُڑتا ہوا اس سیارے کی طرف چلا آ رہا تھا۔ کالی نے خوشی کے اظہار کے ساتھ نعرہ لگایا جے اندر دیوتا۔ سیارے کے کچھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لوگوں نے اس کا جواب جے کالی ماتا جے اندر دیوتا سے دیا لیکن عنبر نے پورے جوش کے ساتھ اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور کہا دیکھ لو سیارے کے لوگو۔ تمہاری دیوی خدا کے اس عاجز بندے سے شکست کھا گئی ہے۔ کالی نے کہا گھمنڈی وہ دیکھ تیری موت بن کر اندر بھگوان آسمانوں سے خود آ گیا ہے۔ پھر اندر کا رتھ سیارے میں اترا۔ اس کے سیاہ منہ زور گھوڑوں کے نتھنوں سے جھاگ نکل رہا تھا۔ اور ان کے کھروں سے جو سیارے کی پتھریلی زمین پر پڑ رہے تھے۔ چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔ اندر نے اپنے کندھے پر کئی من وزنی گرز اٹھا رکھا تھا۔ اور اس کی آنکھوں میں خون کی لالی بتا رہی تھی کہ وہ سخت غصے میں ہے۔

اس نے آتے ہی کالی ماتا سے کہا۔ تو نے ببول کے کانٹوں سے دامن الجھا لیا ہے۔ یہ کانٹا تیرے گلے میں اٹک کر رہ جائے گا۔ اس لئے کہ اسے موت نہیں آ سکتی۔ ہم دونوں مل کر بھی اسے جان سے نہیں مار سکتے۔ تو نے میری تلوار کو اس چھوکرے سے تڑوا کر میرا اپمان کیا ہے۔ میں بھگوان کے لکھے فیصلے کو پڑھ رہا ہوں۔ اس سیارے پر تیرے عروج کا سورج غروب ہوتا نظر آ رہا ہے۔ پھر اندر نے عنبر کے قریب آ کر کہا۔ لڑکے تو اپنے بھائی کو لینے یہاں آیا تھا۔ میں تجھے یہ موقع دیتا ہوں۔ ناگ کو لے کر یہاں سے چپ چاپ یہاں سے چلا جا یہی تیرے لئے بہتر ہے۔

لیکن عنبر نے کہا۔ اندر جی مجھے اپنے بھائی سے مذہب اسلام زیادہ عزیز ہے۔ یہاں کالی ماتا کی جے کے نعرے نہیں اللہ اکبر کی صدائیں جب تک نہیں گونجیں گی میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ یہ میرے اللہ کا حکم ہے۔ اندر نے کہا نادان تیرے بزرگ فرعونوں کا یہ مذہب نہ تھا۔ پھر تو اس نئے مذہب کے لئے کیوں مصیبت میں اپنی جان ڈالنا چاہتا ہے۔ عنبر نے کہا جب حق آیا تو باطل چلا گیا۔ بہتر ہے آپ یہ مشورہ کالی ماتا کو دیں کہ وہ یہاں سے بوریا بستر باندھ کر چلی جائے۔ اندر نے کہا اس کا مقصد ہے کہ جنگ ہمارے لئے ناگزیر ہو گئی ہے۔ عنبر نے جواب دیا میرے لئے تو یہ جہاد ہے۔ اندر نے حقارت سے کہا۔ لڑکے تو نہیں جانتا کس کے منہ لگ رہا ہے۔ ہم نے آج تک دیوتاؤں کی گستاخی برداشت نہیں کی۔ تیری حیثیت ہی کیا ہے۔ پھر اندر نے اپنے بارہ وحشی سیاہ گھوڑوں کی لگامیں کھینچیں جو ہنہنا کر الف ہو گئے اور اندر نے ان کا رخ عنبر کی طرف کر دیا۔ جو بھاگتے ہوئے رتھ سمیت عنبر پر چڑھ دوڑے لیکن عنبر پلک جھپکتے ہی ایک طرف ہو گیا اور گھوڑے وحشت میں گرد اڑاتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ اندر نے پھر ان کا رخ موڑ کر عنبر کی طرف کر دیا۔ اور تڑاخ تڑاخ کوڑے ان کے جسموں پر برسائے۔ گھوڑے آندھی اور طوفان کی طرح عنبر پر چڑھ دوڑے لیکن اب اندر نے عنبر کو بچ کر ہٹنے کا موقع ہی نہ دیا۔ جونہی عنبر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے بائیں طرف ہٹنا چاہا۔ اندر نے بجلی کی سرعت کے ساتھ اسی سمت کی باگ کو جھٹکا دیا اور گھوڑے عنبر کے سر پر پہنچ گئے۔ عنبر نے فوراً آگے والے دونوں گھوڑوں کے گلے میں پڑے ہوئے چمڑے کے ساز کو پکڑ کر زور سے اوپر اٹھا کر اوپر پھینکا جس کے ساتھ ہی آٹھوں گھوڑے رتھ سمیت الٹ گئے۔ بوکھلاہٹ کے مارے کالی ماتا کے آٹھوں ہاتھوں سے ہتھیار گر پڑے اور اندر نے زمین پر سے اٹھ کر کئی من وزنی گرز کو ہوا میں لہرایا جس سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔ اور پھر پوری طاقت سے عنبر کے سر پر دے مارا۔ عنبر نے فوراً اپنی تلوار پر اس کو روکا اور گرز کٹ کر دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔ اب سیارے والوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہونا شروع ہو گیا کہ بلاشبہ عنبر اندر بھگوان اور کالی ماتا دونوں سے زیادہ طاقت ور ہے اور عنبر کے لئے ان کے دل میں احترام پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ اب ان کے منہ سے کالی ماتا یا اندر کے لئے کوئی بھی نعرہ نہیں نکل رہا تھا اور وہ عزت و احترام سے خدا کے اس سپاہی کو دیکھ رہے تھے جو بلاشبہ اللہ کی تلوار بن کر باطل سے ٹکرا گیا تھا۔ اس سے پہلے کہ اب اندر کوئی اور وار عنبر پر کرے کالی ماتا درمیان میں آ گئی اور اندر دیوتا سے کہا مہاراج میری وجہ سے آپ کا اپمان ہوا ہے۔ جس کے لئے میں شرمندہ ہوں۔ مجھے شما کریں یہ لڑائی میرے اور اس کے درمیان میں ہے آپ

اندر لوٹ لے جائیں۔ اندر نے کہا کالی ماتا ہم نے تو آتے ہی بتا دیا تھا کہ تم نے ببول کے کانٹوں میں اپنا دامن الجھا لیا ہے سمجھے کیا بات ہے۔ میں یہاں سے جا رہا ہوں۔ لڑکے مگر یاد رکھنا اس اپمان کا بدلہ تم سے ضرور لوں گا۔ جب سمے کی باگیں میرے ہاتھ ہوں گی۔ میرے پاس اتنی شکتی موجود ہے کہ میں تمہارے ساتھ ساری عمر مقابلہ کرتا رہوں تو کم نہ ہو لیکن میں دیوتاؤں کے دیوتا زیوسِ اعظم کو ناراض نہیں کرنا چاہتا۔ ان کا حکم ہے کہ میں بلا مقابلہ کئے چلا آؤں۔ میرے دل میں یہ خلش اس وقت تک رہے گی جب تک تجھ سے بدلہ نہ لے لوں اور اس کے لئے میں عظیم زیوس دیوتا کو راضی کر لوں گا۔ اندر اپنی رتھ پر سوار ہوا اور اپنا کوڑا غصے سے لہرایا اور آٹھ سیاہ گھوڑوں کی پیٹھ پر یہ کوڑا نشان بناتا ہوا بجلی کی تیزی سے واپس گیا۔ گھوڑوں کے منہ سے غصے میں جھاگ بہنے لگی اور وہ تیزی سے ہوا میں رتھ لے کر اڑ گئے۔ پھر کالی ماتا نے عنبر سے کہا مجھے اندر دیوتا کی رائے سے اتفاق ہے مہان شکتی دان لڑنا نہیں چاہیئے کہ تم سے بڑی جنگ لڑی جائے۔ میں ناگ کو دوبارہ ٹھیک کیئے دیتی ہوں۔ اسے لے کر یہاں سے چلے جاؤ۔ عنبر نے کہا دیوی تمہاری شکست ہو چکی ہے۔ حق آ گیا ہے۔ اس سیارے پر باطل کو چلے ہی جانا چاہیئے۔ اب اگر تم اپنی مٹی خراب کرنا چاہتی ہو تو تمہاری مرضی ہے اس لئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ میرے ہاتھ میں جو تلوار ہے اس کی کاٹ اِندر دیوتا کی تلوار بھی نہیں کر سکی۔ گلے میں سلیمانی نقش کی وجہ سے دنیا کا کوئی جادو میرے اُوپر نہیں چل سکتا۔ جسمانی طاقت کا مظاہرہ بھی تم دیکھ چکی ہو۔ کالی ماتا نے منتر پڑھ کر ناگ پر پھونکا۔ وہ ٹھیک ہو گیا اور جلدی ہی عنبر کو دیکھ کر انسان بن کر اس سے لپٹ گیا۔ کیونکہ اُس کا ذہن کالی ماتا کے جادو سے آزاد ہو چکا تھا۔ پھر کالی نے کہا میں یہاں سے جا رہی ہوں۔ عنبر وقتی طور پر تمہاری فتح تسلیم کرتی ہوں لیکن دشمنی کی وہ آگ سینے میں لے کر جا رہی ہوں۔ جو صرف تمہارے خون سے ہی بجھے گی۔ پھر اُس نے پشیمانی سے سیارے کے لوگوں کی طرف دیکھا اور زمین میں غائب ہو گئی اُسی وقت آسمان سے کڑکڑاتی ہوئی بجلی آکر کالی ماتا کے بت پر گری اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر بکھر گیا۔ سیارے کے لوگوں نے عنبر کے آگے اپنے سر جھکا دیئے۔ لیکن عنبر نے کہا سیارے کے لوگو ہم سب انسان ہیں اور سب برابر ہیں۔ ہمارا سر صرف ربِّ جلیل کے سامنے جھکنا چاہیئے۔ جو تمام جہانوں اور آسمانوں کا رب ہے۔ تم آج تک باطل کے اندھیرے میں بھٹک رہے تھے۔ میں خداوندِ واحد کے نور سے یہاں روشنی کرنے آیا ہوں۔ آج سے وعدہ کرو کہ تم صرف ایک خدا کی پرستش کرو گے۔ جو واحدہ لاشریک ہے۔ سب نے ایک زبان ہو کر کہا ہم خدا کی پرستش

کریں گے اور اسی کے آگے سر جھکائیں گے۔ پھر عنبر اور ناگ نے مہا پنڈت کو کلمہ پڑھنا سکھایا اور لوگوں کو بھی اسلام کے زریں اصول سکھائے اور مہا پنڈت کو اپنا نائب مقرر کر کے وہاں سے ناگ اور عنبر دوبارہ رخصت ہوئے۔ لوگوں نے بہت اصرار کیا کہ آپ دونوں ہم پر حکومت کریں۔ لیکن عنبر نے کہا ہم حکومت کرنے کرنے کے لئے نہیں۔ انسانیت کی خدمت کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ پھر وہ سیارے کے لوگوں کو روتا چھوڑ کر وہاں سے رخصت ہوئے کیونکہ اُن کے لئے وہی رتھ جس پر بیٹھ کر عنبر آیا تھا۔ وہاں موجود ہوا۔ رتھ وہاں سے روانہ ہوا اور سیارے کی حدود کو پیچھے چھوڑتا ہوا آسمان میں سفر کرنے لگا۔ جہاں ایک بار پھر عنبر کی ملاقات اُسی بزرگ سے ہوئی جنہوں نے یہ کام عنبر کو سونپا تھا کہ سیارے کے کافر لوگوں کو اسلام کے زریں اصول بتا کر مسلمان بنا لیں۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے پہلے عنبر کو اور پھر ناگ دونوں کو باری باری گلے لگایا اور بہت پیار کیا۔ اور نصیحت کی کہ انسانیت کی خدمت ہی سب سے بڑی عبادت ہے اِس سے کبھی منہ نہ موڑنا۔ خدا کے فضل و کرم سے کوئی بھی طاقت تم پر غالب نہ آسکے گی۔ اور پھر انہیں اپنی دعاؤں سے رخصت کیا۔ رتھ کئی دن کی مسافت طے کرتا ہوا دوبارہ عنبر اور ناگ کو متھرا شہر کی طرف لے کر اترنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا چوری ہوگئی

متھرا میں کالی کا مندر تیار ہو چکا تھا جس کے لئے ہزاروں رشی منی جوگی اور پنڈت دور دراز کا سفر کر کے اس ثواب میں حصہ لینے آئے تھے۔ ہزاروں لوگوں نے دن رات کی محنت سے یہ مندر سالوں کی بجائے ہفتوں میں تعمیر کیا تھا۔ اور ہندو لوگوں کا عقیدہ تھا کہ اس کی تعمیر میں دیوتاؤں نے بھی حصہ لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو تعمیر سالوں میں ہونی تھی ہفتوں میں اختتام کو پہنچ گئی اب ہندو یاتری وغیرہ اسے سجانے میں دن رات مصروف تھے۔ کیونکہ عمارت کی تعمیر کے ساتھ ساتھ مختلف شہروں میں کالی ماتا اور شیو جی، مہاراج کے مختلف سائز کے ہزاروں بت تیار کر رہے تھے اور دن رات یہاں پہنچ رہے تھے جن کو یہاں کے کاریگر پنڈتوں کی ہدایت پر جگہ جگہ سجاتے پھر رہے تھے۔ ان میں پنڈت وشانت بھی شامل تھا۔ جس کے قبضے میں ماریا سونے کا بت بنی موجود تھی وہ چاہتا تھا کہ یہ سونے کا بت کالی ماتا کے چڑھاوے میں دے

مندر کی تعمیر کے دوران وشانت کے ساتھ ایک اور جوان لڑکا جس کا نام کالی داس تھا وشانت کے چرن چھو کر اس کا چیلا بن گیا تھا اور چند دنوں میں رات دن خدمت کر کے وشانت کے دل میں گھر کر گیا تھا۔ اس نے ایک روز سونے کا بت وشانت کے پاس دیکھ لیا اس کے دل میں خیال آیا۔ کالی ماتا کے چرنوں میں تو لاکھوں کروڑوں چڑھاوے چڑھیں گے اگر ایک سونے کا بت چڑھایا بھی نہ گیا تو کیا فرق پڑ جائے گا۔ کیوں نہ میں اسے چرا کر یہاں سے لے جاؤں۔ اور اپنے شہر میں جا کر اس بت کو بیچ کر اپنی بہنوں کا بیاہ کر دوں جو جہیز نہ ہونے کی وجہ سے اب تک گھر بیٹھی ہیں۔ اور اس کی بوڑھی ماں ان کے غم میں بیمار پڑی ہے۔ پہلے باپ بھی یہی غم لے کر دنیا سے سدھار چکا ہے۔ ایک رات جب وشانت بے خبر سو رہا تھا۔ کالی داس چپ چاپ اٹھا اس نے ماریا کا بت جسے وشانت نے اپنے جھولے میں چھپا رکھا تھا۔ نکالا اور مندر میں کالی کے بڑے بت کے پاس آیا اور رو رو کے کہنے لگا ماتا مجھے معاف کر دینا۔ یہ سونا ہیرے موتی تمہارے کسی کام کے نہیں تم تو تمام جہان شکتی کی مالک ہو۔ اس کی ضرورت تو ہم غریبوں کو ہے۔ جن کی بیٹیاں اور بہنیں جہیز نہ ہونے کی وجہ سے ماں باپ کی موت کا باعث بن رہی ہیں۔ یہ دنیا والے بھی کیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پاگل ہیں ۔ جن سے خود مانگ کر لیتے ہیں ۔ اُن ہی کی جھولیاں بھرنے چل پڑتے ہیں ۔ اور جو غریب دامن پھیلائے کھڑے ہیں اُن کی طرف نفرت کی نگاہ کر کے منہ موڑ کر چل دیتے ہیں مجھے معاف کر دینا ماں میں یہ چوری اپنی ضرورت کیلئے نہیں۔ بہنوں کے ہاتھ پیلے کرنے کے لئے کر رہا ہوں ۔ اُس نے ماتا کے چرن چھوئے رات ہی کو مندر چھوڑ کر چلا گیا ۔ دن کے وقت جب وشانت نے اپنی عادت کے مطابق جھولے میں ماریا کے بُت کو دیکھا تو وہ غائب تھا ۔ وہ سمجھا شاید جادو کے زور سے کسی مہاشکتی دان نے اسے دوبارہ نہ اپنی اصلی حالت میں بدل دیا ہو لیکن جب اسے کالی داس نظر نہ آیا تو سمجھ گیا یہ کارنامہ اُسی کا ہے ۔ اُس نے مسکراتے ہوئے سوچا کیسا نادان ہے یہ بھی نہیں سوچتا کہ گرو کے لئے تو وہ گھڑے کی مچھلی ہے ۔ گرو جب چاہے گا ہاتھ بڑھا کر اسے گردن سے پکڑ لے گا ۔ کوئی بات نہیں میں اُسے موقع دوں گا ۔ جتنا تیز وہ بھاگ سکتا ہے بھاگ لے ۔ اُسی رات ناگ اور عنبر متھرا شہر سے باہر اُتر گئے اور پھر شہر کی طرف روانہ ہوئے کہ ہوٹل میں ماریا اُن کا انتظار کر رہی ہو گی ۔ وہ جلدی ہی ایک بگھی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ۔ جو خالی تھی اور اس میں بیٹھ کر سرائے میں پہنچ گئے ۔ عنبر اور ناگ مالک کے پاس آئے پہلے

جہاز پر لنکا سے واپس خراسان جا رہے تھے ۔ کہ دیبل کی بندرگاہ پر ڈاکوؤں نے ہمیں لوٹ لیا ۔ ہمارے کئی آدمی اُن سے مقابلے میں شہید ہو گئے ہیں ۔ کچھ آدمیوں کو وہ قیدی بنا کر لے گئے ہیں ۔ جن میں عورتیں اور لڑکیاں بھی شامل ہیں ۔ عنبر کا خون کھولنے لگا اور اُس نے کہا ۔ پہلے یہ بتاؤ بھائی یہ کون سا علاقہ ہے ۔ آدمی نے کہا شاید تم دونوں بھی پردیسی ہو ۔ یہی دیبل کا علاقہ ہے یہاں سے تھوڑی دور بندرگاہ ہے ۔ اس علاقے کا راجا داہر ہے ہمارے خلیفہ ولید بن الملک ہیں ۔ اور قریبی ملک خراساں کے گورنر حجاج بن یوسف سے راجہ داہر کا معاہدہ ہے کہ دونوں حکومتیں تجارتی جہازوں کی حفاظت کی ذمہ دار ہیں ۔

لیکن راجا داہر بڑا سازشی اور ظالم آدمی ہے اِس کے اپنے ملک کی رعایا اِس کے ظلم سے بے حد تنگ ہے ہم نے بندرگاہ پر مقیم آفیسروں سے شکایت بھی کی ۔ لیکن انہوں نے ہمیں یہ کشتی دے کر سمندر میں دھکیل دیا ہے اور ہماری شکایت پر کان تک نہیں دھرے ۔ ہم مسلمان اپنا مال اور عزت لٹا کر واپس خراسان جا رہے ہیں ۔ ناگ نے عنبر اور عنبر نے ناگ کی طرف دیکھا اور سرگوشی کی اِس کا مقصد ہے کہ ہم تین سو سال کی جست لگا چکے ہیں ۔ خدا جانے ماریا کا کیا حال ہے ۔ ناگ نے کہا وہ جہاں بھی ہو گی خیریت سے ہو گی ۔ تم جلدی ہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھول جاتے ہو۔ ہم نے زندہ رہ کر پانچ ہزار سال کا عرصہ پورا کرنا ہے۔ عنبر نے کہا تم ٹھیک ہی کہتے ہو۔ اب خراساں کے گورنر حجاج بن یوسف کا بھتیجا محمد بن قاسم اِس ملک پر حملہ کرے گا اور اس کی فتح ہو گی۔ راجا داہر مارا جائے گا۔ وہ دونوں ہنسنے لگے۔ وہ بالکل بھول گئے تھے کہ اُن کے علاوہ بھی یہاں کوئی موجود ہے۔ لوگوں کو ان کی ہنسی بہت ناگوار گذری۔ ایک بوڑھے نے کہا شکل سے تو تم مسلمان لگتے ہو۔ لیکن مسلمانوں کی آفت پر ہنس رہے ہو۔ ہمارا سب کچھ لُٹ گیا ہے۔ مسلمان ہونے کے ناطے تم ہمارے غم میں شریک نہیں ہو سکتے۔ تو قہقہے نہ لگاؤ۔

عنبر اور ناگ کو بہت دُکھ ہوُا اور انہوں نے اپنے رویے پر معافی مانگتے ہوئے کہا۔ محترم بزرگ مسلمان کی جان مال اور عزت ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہوتی۔ خدا کی قسم اگر حکومتوں کا معاملہ نہ ہوتا تو ہم ابھی اُن ظالموں کو ڈھونڈ کر سزا دیتے۔ ہم دونوں بھائی آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

ہم بھی آپ لوگوں کے ساتھ خراساں چلیں گے اور گورنر سے مل کر درخواست کریں گے کہ اِس عہد شکنی پر راجا داہر سے جواب طلبی کرے۔ پھر وہ دونوں بھی ان لوگوں میں شامل ہو گئے۔ عنبر اور ناگ نے اِس کشتی کی پتوار سنبھال لی۔

اور اُسے سمندر کے گہرے پانی میں لے کر ایران کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور سندھ صوبے کو پار کر کے بلوچستان سے ہوتے ہوئے سمندر سے خلیج فارس میں داخل ہو گئے۔

دوسری طرف وشانت نے ناگ اور عنبر سے پیچھا چھوٹ جانے کے بعد یہاں سے کوچ کیا اور کاٹھیا واڑ کی طرف سومنات کے مندر کی تعمیر میں حصہ لینے کے لئے روانہ ہو گیا ماریا سونے کی مورتی کی شکل میں اُس کے پاس تھی جہاں اسے ضرورت ہوتی تھی۔ اُس شہر میں وہ جا کر کسی سنار کے اُس مورتی کو فروخت کر دیتا تھا۔ اور عیش و عشرت میں وہ شہر بہ شہر پھرتا ہوُا کاٹھیا واڑ کی طرف جا رہا تھا۔ کیونکہ ایک شہر میں وہ مورتی فروخت کرتا اور دوسرے شہر جا کر مورتی کو واپس بلا لیتا۔ یہ فن ماریا کے پاس ہی تھا کہ جادو کے اشارے پر وہ لوہے کی تجوری میں سے نکل آتی اور اُڑتی ہوئی وشانت کے اشارے پر اُس تک پہنچ جاتی۔ وشانت نے اُس کے دماغ کو ایسا قابو کر رکھا تھا کہ اُسے عنبر اور ناگ بالکل بھول چکے تھے۔ وہ صرف وشانت کو ہی اپنا مالک سمجھتی تھی اور اُس کے اشارے پر ہی فوراً ہر حکم بجا لاتی تھی۔ جس قیمتی چیز کو وشانت چاہتا ماریا کے ذریعے منگوا لیتا وہ چیز سب کے سامنے پڑی غائب ہو جاتی اور چیز کا مالک احتجاج بھی نہ کر سکتا۔ کیونکہ اس کے سامنے کوئی موجود ہی نہ ہوتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا اسے نظر ہی نہ آسکتی تھی۔ اُسے تو صرف وشانت ہی دیکھ سکتا تھا۔ ماریا کے ذریعے وشانت پنڈتوں کی بجائے راجاؤں کی زندگی بسر کرنے لگا تھا۔ دوسری طرف خراساں کے گورنر حجاج بن یوسف نے فوراً ان لٹے ہوئے مسلمانوں کی دلدہی کے لئے ایک مراسلہ راجہ داہر کے نام ارسال کردیا۔ جس میں اسے معاہدے کا یاد دلاتے ہوئے کہا گیا تھا کہ مسلمانوں کے تمام قیدی اور تجارتی سامان واپس کرے۔ عنبر اور ناگ کو چونکہ علم تھا کہ کیا ہونے والا ہے وہ خراساں ہی میں ایک سرائے میں ٹھہر گئے جو سرکاری تھی۔ اور اس میں تمام تاجر جواب آج تک ٹھہرے ہوئے تھے۔ دوسری طرف راجا داہر جس کی حکومت کی سرحدیں مغرب میں مالوہ اور گجرات سے ملتی تھیں شمال کی طرف یہ ملک ضلع میانوالی کے اوپر تک پھیلا ہوا تھا۔ مشرقی حد ملتان اور دیپال پور میں واقع تھے۔ اور مغرب کی طرف کا علاقہ سیستان اور مکران سے ملتا تھا۔ دیبل۔ نیرون راوڑ۔ برہمن آباد اور ملتان ریاست کے بڑے شہر ہوتے تھے۔ جبکہ اس کا پایۂ تخت الور (حالیہ روڑی) تھا یہ بڑا مسلمانوں کے خلاف تھا اندرون خانہ ڈاکوؤں سے ملا ہوا تھا جو مسلمانوں کے تجارتی جہاز سمندر میں لوٹ لیتے تھے۔ خود ذات کا برہمن تھا۔ ظلم کی انتہا یہ تھی کہ رعایا کو گھوڑے کی سواری اور ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت نہ تھی۔ یہاں تک کہ وہ سر پر پگڑی تک نہیں

اٹھا سکتے تھے۔ دربار میں جب حجاج بن یوسف کا مراسلہ پہنچا تو راجہ نے پڑھ کر بڑی نفرت سے اپنے وزیر سے کہا اُس کے جواب میں لکھ دو۔ اِتنے بڑے سمندر میں ڈاکو خود مختار زندگی گذار رہے ہیں وہ اتنے خودسر ہو گئے ہیں کہ ہمارے کسی معاہدے کی پرواہ نہیں کرتے۔ اُن کے لوٹے ہوئے مال کو نہ تو ہم واپس کرسکتے ہیں اور نہ ہی قیدی۔ مراسلے کا جواب قاصد کے حوالے کردیا گیا۔ اور راجا نے قاصد کے ساتھ بھی کوئی اچھا برتاؤ نہیں کیا۔ جو اُس کے تکبر اور غرور کی سب سے بڑی علامت تھی۔ جونہی یہ مراسلہ حجاج بن یوسف کے پاس پہنچا۔ دربار میں عنبر ناگ اور دیگر آفیسر بھی موجود تھے۔ اور جس زبان میں اِس کا جواب دیا گیا تھا اُس کے الفاظ نشتروں سے کم نہ تھے حجاج بن یوسف نے فوراً سندھ پر فوج کشی کا حکم صادر کردیا۔ فوج کو تمام ساز و سامان سے لیس کردیا گیا۔ جس کے ہمراہ کئی چھوٹی منجنیقیں تھیں۔ اِن کے علاوہ ایک بہت بڑی منجنیق بھی تھی۔ جس کا نام عروس تھا۔ یہ فوج بارہ ہزار سپاہ پر مشتمل تھی۔ جس کا سپہ سالار سترہ سال کا ایک خوبصورت نوجوان محمد بن قاسم تھا جو حجاج بن یوسف کا بھتیجا تھا۔ اس فوج کشی کے لئے حجاج نے باقاعدہ خلیفہ ولید سے اجازت طلب کرلی تھی جبکہ محمد بن قاسم کے دائیں بائیں ہمارے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دونوں ہیرو ناگ اور عنبر بھی موجود تھے۔ جو اپنی خصوصی کارگزاری کی بنا پر محمد بن قاسم کو اپنا گرویدہ بنا چکے تھے۔ محمد بن قاسم نیزہ بازی میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ سالانہ مقابلوں میں ہمیشہ اُس نے خلیفہ بن ولید الملک کو ہمیشہ شکست دی جو اپنے وقت کا بہترین نیزہ باز تھا اور یہی شکست بعد میں محمد بن قاسم کی معزولی کا باعث بنی جب ولید کی موت کے بعد سلیمان تخت خلافت پر بیٹھا تو سب سے پہلا فرمان جو جاری کیا۔ وہ محمد بن قاسم کی معزولی کا تھا۔ لیکن مشق کے دوران عنبر اور ناگ نے محمد بن قاسم کو بھی کئی دفعہ شکست دی تھی۔ حالانکہ اس فن میں اُن کی خصوصی طاقت کو دخل تھا۔ جسے محمد بن قاسم نہ جانتا تھا۔ لیکن یہی چیز اِن دونوں کو محمد بن قاسم کے نزدیک لے آئی۔ اور اس مہم میں جس میں شامل ہونے کا ناگ اور عنبر پہلے ہی تہیہ کر چکے تھے۔ محمد بن قاسم نے خود انہیں شمولیت کی دعوت دی۔ اور یوں وہ دونوں محمد بن قاسم جو فوج کا سپہ سالار تھا۔ اس کے دستۂ خاص میں شامل ہو گئے۔ اور اسلام کا یہ سپاہی بارہ ہزار کی قلیل فوج کے ساتھ ۷۱۲ء کفر کی کثیر طاقت سے ٹکرانے کے لئے نکل پڑا اور سیستان اور مکران سے ہوتا ہوا دیبل پہنچ گیا۔ یہ شہر آج کے کراچی شہر سے کچھ فاصلے پر واقع تھا۔

راجہ داہر کی موت

اِس شہر میں قلعہ نما ایک مندر موجود تھا۔ جس پر گیروے رنگ کا ایک جھنڈا لہرا رہا تھا۔ اِس قلعہ نما مندر میں راجہ نے بہت بڑی فوج تعینات کر رکھی تھی۔ محمد بن قاسم نے آتے ہی قلعہ نما مندر کا محاصرہ کر لیا۔ دشمن نے قلعہ بند کر لیا تو محمد بن قاسم نے منجنیقوں سے قلعہ کی دیوار پر سنگ زنی شروع کر دی۔ جب عروس جیسی بڑی منجنیق سے سنگ زنی شروع ہوئی تو اس کے پتھروں سے قلعہ کی دیوار میں شگاف پڑ گئے۔ دشمن نے باہر سے حملہ کر دیا۔ دونوں فوجوں میں بڑا زوردار مقابلہ ہوا۔ اور آج عنبر کے ہاتھ میں کئی تلواریں ٹوٹیں۔ وہ جدھر جاتا دشمن کو گاجر مولی کی طرح کاٹ پھینکتا۔ ناگ محمد بن قاسم کے ساتھ سائے کی طرح لگا رہا۔

اُسے عنبر نے منع کر دیا تھا۔ کیونکہ اس کے زخمی ہونے کا خطرہ تھا۔ لیکن پھر بھی ناگ اپنے نیزے کے وہ جوہر دکھا رہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا۔ کہ کئی موقعوں پر تو محمد بن قاسم نے بھی اُس کی داد دی۔
سورج غروب ہوتے ہی لڑائی روک دی گئی۔ مسلمان سپاہ اپنے خیموں میں واپس آ گئے۔ اور ہندو قلعے میں بند ہو گئے۔ لیکن آج کا میدان ہندوؤں کی لاشوں سے پٹا ہوا تھا۔ کئی ہزار سپاہی کام آئے تھے۔ جس کی اطلاع راجا داہر کو ہوئی تو وہ راتوں رات منزلیں مارتا ہوا خود تازہ دم فوج کے ساتھ مندر میں آن موجود ہوا۔ جس سے بقایا فوج کا حوصلہ بڑھ گیا۔

محمد بن قاسم کے خیمے میں بھی یہ خبر ملتے ہی تمام سردار اکٹھے ہوئے اور دشمن کی فوج میں مزید کمک مع راجا کے آجانے پر تبادلہ خیال ہوا۔ تب عنبر نے بھی اپنی رائے دیتے ہوئے محمد بن قاسم کو مشورہ دیا ہم وطن سے دور بیٹھے ہیں اور دشمن اپنے گھر میں ہے۔ دشمن کی فوجی طاقت ہم سے کئی گنا زیادہ ہے۔ کیوں نہ ہم آج ہی رات جب دشمن راجا داہر کے آجانے پر اور مزید فوج کی آمد پر خوشیاں منا رہے ہوں۔ شب خون مار کر اُن کی فوجی طاقت کو ہراساں کر دیں۔ کئی سرداروں نے اس کی حمایت کی ـــــــ لیکن محمد بن قاسم نے کہا۔ اسلامی آئین جنگ میں شب خون کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اور پھر یہ کوئی بہادرانہ

عمل بھی نہیں۔ عنبر نے کہا یہ کہاں کی بہادری ہے کہ بارہ ہزار سپاہیوں کے لئے پچاس ہزار فوج مقابلے پر لائی جائے جنگ میں سب کچھ جائز ہے۔ فتح اور نصرت تو خدا کے ہاتھ ہے اور جنگ میں بہادری سے زیادہ حکمت عملی کام آتی ہے۔ محمد بن قاسم نے کہا فرض کرو اگر میں تمہاری بات مان بھی لوں تو قلعہ بند فوج پر شب خون کیسے مار لیا جائے گا۔ جب کہ دشمن فوج کے سپاہی قلعہ کی فصیل پر رات دن پہرہ دیتے ہیں۔ جب تک تم قلعہ کی دیواروں تک پہنچو گے۔ راجا کی فوج کو اطلاع ہو چکی ہوگی۔ اس مقابلے میں ہمارا کافی جانی نقصان ہو گا۔

ناگ نے کہا عنبر بھائی سالار ٹھیک کہتے ہیں۔ دشمن کی فوج کو ہراساں کرنے کے لئے آپ صرف ہم دونوں بھائیوں کو اجازت دے دیں۔ محمد بن قاسم نے کہا میری سمجھ میں تو خودکشی کے برابر ہے۔ بھلا دو آدمی اتنی بڑی فوج وہ بھی قلعہ بند کو کیسے ہراساں کر سکتے ہیں۔ پھر بھی اگر تمہارے ذہن میں کوئی ترکیب ایسی ہے جس سے تمہیں کامیابی کا یقین ہو۔ تو صرف تم دونوں کو اجازت ہے وہ بھی اس لئے کہ تم میرے ذاتی دوست ہو۔

عنبر نے کہا۔ ہم جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر اس جنگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں حصہ لینے آئے ہیں جہاں جہاد فی سبیل اللہ کا مسئلہ ہو وہاں زندگی کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ محمد بن قاسم نے کہا میں تمہارے جذبے کی قدر کرتا ہوں۔ آج کی رات تمہاری اپنی رات ہے۔ میری طرف سے آج کی رات تم پر کوئی پابندی نہیں۔

عنبر اور ناگ نے شکریہ ادا کیا۔ پھر محمد بن قاسم صبح کی جنگ کے نقشے پر آفیسروں سے مشورہ کرنے میں مصروف ہو گئے۔ جب کہ عنبر اور ناگ دونوں اپنے خیمے میں آ گئے۔ جہاں ناگ نے کہا عنبر میں سانپ بن کر قلعے میں داخل ہو جاؤں گا۔ اور پھر کسی سپاہی کی وردی حاصل کر کے فصیل پر پہرے داروں میں پہنچ جاؤں گا۔ میرے ہاتھ میں مشعل ہوگی اور اسے میں بار بار اپنے چہرے کی طرف لاؤں گا۔ تاکہ تم میرا چہرہ پہچان جاؤ۔ تم اندھیرے میں رینگتے ہوئے فصیل کے نیچے پہنچ جانا۔ میں تمہیں رسّہ پھینک دوں گا۔ اُسی سے اُوپر آ جانا۔ عنبر نے کہا یہ ترکیب ٹھیک نہیں سب سے بہتر ترکیب یہی ہے کہ تم سانپ بن کر قلعہ میں پہنچ جاؤ۔ اور دو سپاہیوں کی وردیوں کا انتظام رکھو۔ میں سمندر کی سمت آؤں گا۔

یہ حصہ بالکل محفوظ ہے۔ جہاں باقاعدہ فوج حملہ نہیں کر

سکتی۔ اس لئے یہاں انتظام بھی برائے نام ہی ہوگا۔ تم اس رات سے ایک رسّہ فصیل کے ساتھ سمندر میں پھینک دینا۔ اسے پکڑ کر میں اُوپر آ جاؤں گا۔ قلعہ کی یہ سمت سمندر کے کنارے پر واقع تھی۔ جہاں سمندر کی خوف ناک لہریں فصیل کی دیوار سے آ کر ٹکراتی تھیں۔ اِس لئے اس طرف سے حملے کا کوئی تصور ہی نہیں کر سکتا۔

ناگ کو عنبر کی یہ ترکیب بے حد پسند آئی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عام آدمی سمندر میں واقع اِن چٹانوں کو عبور کر کے نہیں آ سکتا۔ جہاں لہروں کا کافی زور تھا اور وہ انسان کو تنکے کی طرح چٹانوں میں پٹخ کر ہڈیوں کا سُرمہ بنا دیتی تھیں۔ یہ کام صرف عنبر ہی کر سکتا تھا۔ جس کا جسم فولاد کا بنا ہوا تھا۔

یہ کہہ کر ناگ پرندہ بن کر اُڑا اور فصیل کے پاس اُتر کر سانپ بن گیا۔ اور رینگتا ہُوا ایک نالی میں اندر داخل ہو گیا۔ عنبر نے سمندر کے کنارے پر جا کر لہروں کا زور شور دیکھا اور پھر خدا کا نام لے کر چھلانگ لگا دی۔

دوسری طرف قلعہ میں راجہ داہر کی قیام گاہ پر رقص و سرود کی محفل گرم تھی۔ اس کے ساتھ اس کی بیٹی اور رانی بھی آئی تھیں۔ لیکن یہ محفل صرف فوجی آفیسروں کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیۓ منعقد کی گئی تھی۔ جس میں قیدی مسلمان لڑکیوں کو ناچنے پر مجبور کیا جا رہا تھا۔ باپ کے یہ کرتوت تھے اور بیٹی راجکماری کلاوتی اپنی سہیلی سے کہہ رہی تھی۔ سنا ہے مسلمانوں کا سپہ سالار صرف سترہ سال کا لڑکا ہے۔ جو بہت سُندر ہے میرا جی چاہتا ہے بھیس بدل کر باہر جاؤں اور اس کے درشن کروں۔ سہیلی نے کہا تیری عقل تو ٹھکانے پر ہے۔ وہ ہمارا دشمن ہے اگر بھید کھل گیا اور مسلمانوں نے ہمیں پکڑ لیا تو تیری وجہ سے مہاراج یہ جیتی ہوئی جنگ ہار جائیں گے۔ اور انہیں تمہارے بدلے دشمن سے صلح کرنی پڑے گی۔ جو دیش اور دھرم دونوں کے لیۓ ٹھیک نہیں۔ لیکن راجکماری نے کہا تیرا دل تو چڑیا کی طرح ہے۔ اپنے آپ کو چھوئی موئی کا پودا سمجھتی ہے کیا لڑائی اور ہتھیاروں کا استعمال ہمیں اِسی لیۓ سکھایا گیا ہے کہ ہم صرف چوڑیاں پہن کر بیٹھ جائیں۔ سہیلی نے کہا اگر مہاراج کو خبر ہو گئی تو کیا ہوگا۔ کلاوتی نے کہا وہ تو راگ رنگ میں مصروف ہیں۔ اُنہیں میری چنتا ہی کب ہے۔ وہاں سے آ کر سو جائیں گے میں نے سارا انتظام کر رکھا ہے۔ ہم جوگنوں کے بھیس میں وہاں جائیں گی اور کہیں گی ______ کہ ایک خطرناک سانپ کا پیچھا کرتی ہوئی یہاں آ گئی ہیں۔ زہر نکالے ہوئے ناگ

کا بندوبست کر لیا ہے۔ سہیلی نے کہا جب سب کچھ تُو نے طے کر ہی لیا ہے تو پھر مجھے کیا پوچھتی ہے۔ رام کا نام لے کر چل پڑتے ہیں جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ دونوں قلعہ سے باہر نکلیں اور جھاڑیوں میں اپنے کپڑے تبدیل کر کے جوگنوں کے بھیس میں اسلامی لشکر کی طرف چل پڑیں۔

دوسری طرف ناگ نے قلعے کے اندر جا کر پورا چکر لگایا۔ اور یہ دیکھ کر اس کا خون کھول اُٹھا کہ مسلمان لڑکیوں کو گھوڑوں کی تال پر زبردستی نچایا جا رہا ہے۔ اس کا دل چاہا تلوار لے کر راجا پر ٹوٹ پڑے لیکن اس وقت جوش کی بجائے ہوش کی ضرورت تھی۔ اُس نے اسلحہ خانہ بھی دیکھا۔ جہاں مختلف قسم کے ہتھیاروں کا ذخیرہ موجود تھا۔ اُس نے اصطبل دیکھا جہاں ہزاروں کی تعداد میں نہایت قیمتی گھوڑے موجود تھے۔ پھر وہ سمندر کی سمت والی فصیل کے پاس آ گیا جہاں تھوڑے تھوڑے وقفے سے مشعلیں جل رہی تھیں۔ لیکن پہرہ برائے نام ہی تھا۔ ایک جگہ ایک سپاہی ستون سے ٹیک لگائے اونگھ رہا تھا۔ ناگ نے اپنا زہر کاٹ کر اُس میں اتار دیا۔ اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔

ناگ آدمی کے روپ میں آیا اُسے گھسیٹ کر گھاس کے ڈھیر میں چھپا دیا جو گھوڑوں کے لیۓ رکھا ہُوا تھا۔ اور خود

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُس کی وردی پہن لی۔ اور سمندر والی سمت آ گیا۔ اور اندھیرے میں کھڑا ہو کر دوسرے پہرے پر کھڑے سپاہی کو دیکھنے لگا جو اس کے پاس آیا اور کہا تم نے آرام کر لیا بال کشن اب میں چلا۔ کل رات سے جاگ رہا ہوں۔ آرام سے کہیں بیٹھ جاؤ یہاں کون آتا ہے دیکھنے کے لئے۔ اور جمائی لیتا ہوا ایک طرف چلا گیا۔ اور خشک گھاس کا بستر بنا کر لیٹ گیا۔ ناگ نے تھوڑی دیر انتظار کیا اور پھر اسے خراٹوں کی آواز آنے لگی۔ تو ناگ نے اصطبل سے ایک رسی حاصل کی۔ فصیل کے اُوپر جا کر مشعل اپنے ہاتھ میں لی اور عنبر کی آواز کا انتظار کرنے لگا۔ جو کسی جانور کی آواز میں اپنی موجودگی کا بتانے کا کہہ چکا تھا۔ سمندر کی خوفناک لہریں جھاگ اُڑاتی ہوئی اور چٹانوں سے ٹکرا ٹکرا کر کئی فٹ اُچھلتی ہوئی آ کر فصیل کی دیوار سے ٹکرا رہی تھیں۔

ناگ بار بار مشعل اپنے چہرے کے قریب لاتا تھا۔ لیکن ابھی تک کوئی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ اچانک اسے پاؤں کی چاپ کی آواز سنائی دی۔ اُس نے دیکھا۔ ایک افسر ناگ کی طرف ہی آ رہا تھا۔ ناگ نے فوراً مشعل ایک طرف رکھ دی اور خود اندھیرے میں کھڑا ہو گیا۔ افسر اس کے پاس آیا اور کہا تم اوپر کیا کر رہے ہو۔ تمہاری

ڈیوٹی تو نیچے ہے۔ ناگ نے کہا کوئی آہٹ سن کر اُوپر آ گیا تھا آفیسر نے کہا نئے آئے ہو جانتے نہیں نیچے سمندر کی لہریں خوفناک آوازیں نکالتی ہوئی دیواروں سے ٹکراتی ہیں۔ ناگ نے بات بنائی کہ نیا آیا ہوں نا۔ آفیسر مسکرایا کہ اچانک اُس کی نگاہ ہوئی رستی پر پڑی۔ جو ناگ نے اُوپر رکھی ہوئی تھی اُس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

دوسری طرف ناگ کو عنبر کی آواز سنائی دینی شروع ہو گئی جو جانور کی آواز میں اسے اپنی موجودگی کا احساس دلا رہا تھا۔ آفیسر نے آواز کو سُنا تو اُسے یہ غیر فطری معلوم ہوئی۔ اُس کی موجودگی۔ نیا سپاہی جسے دیکھا بھی نہیں۔ پھر فصیل کے اُوپر نیچے کی ڈیوٹی کی بجائے اُس نے فوراً تلوار نکال لی اور ناگ سے کہا کون ہو تم۔ میرے ساتھ چلو تم نے یہ رستہ کیوں رکھا ہوا ہے۔ اگر تمہارے آفیسر نے تمہیں پہچان لیا تو ٹھیک ہے ورنہ تمہیں جاسوسی کے الزام میں گرفتار کر لیا جائے گا۔ دوسری طرف عنبر بار بار اسے جانور کی آوازیں میں پکار کر آفیسر کو مشکوک بنا رہا تھا۔ اب ناگ نے سوچا اس سے پیشتر کہ یہ بات آگے بڑھے۔ اسے یہیں ختم کر دینا چاہیئے۔ پھر اُس نے جوں ہی آفیسر کو ذرا غافل دیکھا اُسے اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا۔ اتفاق کی بات کہ وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر کے قریب ہی چٹان پر جا کے گرا۔ اُس کی تمام ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور وہ ختم ہو گیا۔ عنبر نے جلدی سے اُس کی وردی اتار کر پہن لی۔ اور پھر فصیل کی طرف دیکھا۔ جہاں ناگ اس کے لئے رستہ پھینک رہا تھا۔ اُس نے رستے کو پکڑا اور اُس کے ساتھ فصیل تک پہنچ گیا۔ پھر دونوں فصیل سے نیچے اُتر آئے۔ اُدھر راجکماری اور اُس کی سہیلی جوں ہی جوگنوں کے لباس میں اسلامی فوج کے خیموں تک پہنچیں پہرے داروں نے انہیں گرفتار کر لیا۔ اور اپنے آفیسر کے پاس لے گئے۔ آفیسر نے رات کے وقت جوگنوں کو دیکھا جو نہایت حسین و جمیل تھیں۔ اور کہہ رہی تھیں وہ سانپ کا پیچھا کرتی یہاں تک آئی ہیں۔ جو بہت خطرناک ہے یہ بات اس اُس کی سمجھ میں نہ آئی اور وہ دونوں کو محمد بن قاسم کے خیمے میں لے گیا۔ جہاں محمد بن قاسم دھیمی اور سریلی آواز میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا۔ آفیسر نے دیکھا اور خاموش کھڑا ہو گیا۔ اِس حالت میں اسے سالار کو بلانے کی جرأت نہ ہوئی۔ جب کہ محمد بن قاسم تلاوت میں ایسا کھویا ہوا تھا کہ اُسے ان لوگوں کے آنے کی آہٹ بھی محسوس نہ ہوئی ——
راجکماری کو اس کی سریلی آواز بہت اچھی لگی۔ اور پھر تلاوت نے اُسے بہت ہی متاثر کیا۔ اُس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ

انہوں نے چاروں طرف سونگھا ماریا کی بُو کہیں بھی محسوس نہ ہوئی لیکن یہ سوچ کر شاید کہیں باہر گئی ہو گی عنبر نے اسی کمرے کو کرائے پر حاصل کرنے کے لئے کہا جس میں وہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ انہیں علم تھا کہ اگر ماریا یہاں ہی ہوئی تو وہ کمرہ ضرور آسیب زدہ مشہور ہو گا۔ مالک نے انہیں پہچانتے ہوئے کہا۔ آپ پہلے بھی اس کمرے میں ٹھہر چکے ہیں۔ عنبر نے کہا ہاں وہ کمرہ ہمیں بے حد پسند ہے۔ تب مالک نے کہا اچھا ہوا جب آپ آئے تو یہ کمرہ بھوت سے خالی ہو چکا ہے۔ آپ کے جانے کے بعد کافی عرصہ ہمیں اِس کمرہ میں تالا ڈالنا پڑ گیا تھا کیونکہ اس کمرہ میں کسی بھوت نے بسیرا کر لیا تھا۔ اور وہ کسی مسافر کو برداشت ہی نہ کرتا تھا۔ عنبر نے ناگ کی طرف مسکرا کر دیکھا لیکن جلدی ہی مالک نے اِس کی مسکراہٹ حیرت میں تبدیل کر دی۔ اور بتایا پھر ——— ایک روز ایک پنڈت مہاراج یہاں تشریف لائے میرے پاس اس کمرے کے علاوہ کوئی کمرہ خالی نہ تھا۔ میں نے ان سے کہا پنڈت جی کمرہ تو کوئی خالی نہیں صرف ایک کمرہ ہے مگر وہاں بھوت کا بسیرا ہے جسے ہم نے تالا لگا دیا ہے۔ تب اس پنڈت نے کہا کوئی بات نہیں۔ ہم نے صرف ایک رات ٹھہرنا ہے۔ تم مجھے یہی کمرہ دے دو۔ وہ پنڈت یہاں رات بھر رہے اور صبح کے وقت جاتے ہوئے انہوں نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہا۔ مَیں بھوت کو ساتھ لئے جا رہا ہُوں اب تم اس کمرے کو
کرائے پر اٹھا سکتے ہو۔ اب وہ کمرہ خالی ہے آپ اپنا
سامان وہاں لے جا سکتے ہیں۔ عنبر نے گھبرا کر مینجر سے پوچھا
وہ پنڈت مہاراج کہاں سے آئے تھے اور کہاں گئے ہیں۔
مالک نے کہا آئے کہاں سے تھے یہ تو معلوم نہیں لیکن یہاں
وہ کالی کے مندر کی تعمیر میں حصہ لینے آئے تھے ہوسکتا ہے وہیں
ہوں۔ اُن کا نام وشانت تھا۔ دونوں پریشان ہو کر کمرے میں
آئے اور عنبر نے اپنا ماتھا پیٹ لیا اور کہا یار ناگ اس
کالی ماتا سے ہمارا پیچھا کیسے چھوٹے گا۔ گھما پھرا کر پھر کالی ماتا
کا مندر ہی سامنے آگیا ہے۔ ناگ نے کہا وہ دو بار شکست کھا
کر سیخ پا ہو گئی ہے ہو سکتا ہے سیارے کی واپسی کے بعد یہ
اسی کا انتقام ہو۔ عنبر نے کہا اب تمہارا کیا خیال ہے۔ ہمیں
جلدی ہی کوئی قدم اٹھانا ہوگا۔ ایسا نہ ہو کہ ماریا کسی مصیبت
میں مبتلا ہو۔ ناگ نے کہا چلو کالی کے مندر چل کر دونوں تیار
ہو کر پھر کالی کے مندر کی طرف روانہ ہو گئے۔

دوسری طرف کالی داس ایک قافلے کے ساتھ منزلیں طے کرتا
ہُوا متھرا کے قریبی شہر سیتا پور پہنچ گیا اور گھر آتے ہی اُس
نے اپنی ماں کو خوشخبری سنائی کہ اُس نے رات دن کالی
ماتا کے مندر کی تعمیر میں حصہ لیا اور ماتا نے خوش ہو کر

مجھے ایک سونے کا بُت دیا ہے۔ مَیں اسے بیچ کر اپنی بہنوں
کا بیاہ کرنا چاہتا ہُوں۔ اپنے اُن امیر رشتہ داروں کو بتا
دو کہ وہ غریب سمجھ کر میری بہنوں کے رشتے ٹھکرا رہے
تھے۔ لیکن اب ہم اُن کو منہ مانگا جہیز دینے کے لئے تیار ہیں
ماں نے کہا ٹھیک ہے میں صبح ہی چلی جاؤں گی۔ تم صبح اپنے
پتا کے دوست تارا چند سنار کے پاس چلے جانا اور یہ مُورت اُن
کے ہاتھ فروخت کر دینا۔ وہ تمہارے پتا کا دوست ہے اور
تمہیں سونے کی ٹھیک ٹھاک قیمت ادا کر دے گا اور مَیں
پنڈت جی سے شادیوں کا مہورت نکلوا کر اور لڑکے والوں سے
جہیز کی بات کر آؤں گی۔

دونوں ماں بیٹے کی باتیں سُن کر بہنوں کی آنکھوں میں
آنسو آ گئے جو بے چاری جہیز نہ ہونے کی وجہ سے جوانی سے
بڑھاپے کی طرف قدم بڑھا رہی تھیں۔ وہ جلدی سے پوجا کے
کمرے میں گئیں اور کالی ماتا کے چرن اپنے آنسوؤں سے دھونے
لگیں۔ جنہوں نے اُن پر دیا کی تھی۔

ناگ اور عنبر دونوں کالی ماتا کے مندر میں داخل ہوئے جہاں
مختلف پنڈت اور یاتری مندر کو سجانے میں مصروف تھے۔ وہ دونوں
یاتریوں کے لباس میں مندر میں گھومتے پھر رہے تھے۔ اور اس
طرح ظاہر کر رہے تھے۔ کہ وہ بھی بے حد مصروف ہیں اور اس
طرح وہ وشانت پنڈت کی تلاش میں تھے۔ آخر سارا دن اُن کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تلاش میں گذر گیا لیکن وشانت کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔ سورج غروب ہو چکا تھا اور مندر میں چراغ روشن ہونے لگے تھے۔ آخر تھک ہار کر وہ بھی ایک جگہ بیٹھ گئے اور ماریا کے متعلق باتیں کرنے لگے۔ دوسری طرف وشانت مندر کے ایک ویران اور اندھیرے کونے میں بیٹھا ماریا کے لئے جاپ کر رہا تھا۔ اس کا مقصد تھا۔ وہ اپنے جادو سے سونے کی مورتی کو دوبارہ ماریا بنا دے۔ پھر ماریا خود ہی کالی داس کی مرمت کرکے اسے اس چوری کی سزا دے گی۔ وہ ماریا جیسی نظر نہ آنے والی لڑکی کے دماغ پر قبضہ کرکے اس سے کوئی کام لینا چاہتا تھا۔ اس کا اب خیال تھا کہ سونے کی مورتی کو مندر پر چڑھانے کی بجائے وہ اسے اپنے پاس جھولے میں رکھے اور جب کوئی کام اس سے لینا ہو اسے پھر لڑکی بنا کر اسے حکم دے اور اس سے اپنا کام کروا لے کیونکہ وہ کسی کو نظر نہیں آتی تھی۔ اسی لئے اس کے لئے ہر کام کر لینا آسان تھا۔ اس نے اپنا جاپ مکمل کیا اور الماری میں رکھی سونے کی مورتی کالی داس کے گھر میں ماریا میں تبدیل ہو گئی۔ یہ سارا منظر وشانت پیالے میں پانی رکھے اس میں دیکھ رہا تھا۔ ماریا باہر آ گئی اس وقت ماں اور بیٹے میں شادی کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ اور ماں بیٹے کو جہیز کا سامان بتا رہی تھی کہ لڑکے والوں نے کیا کیا مانگا ہے۔ جب کہ کالی داس کہہ رہا تھا ماں جتنا

جہیز ان لوگوں نے مانگا ہے۔ اتنی قیمت اس سونے کی مورتی کی وصول بھی ہو جائے گی یا نہیں ماں فکر مند تھی اور کہہ رہی تھی۔ بیٹا اسی لئے تو کہتے ہیں غریب کی بیٹی کو قبر سے اچھا گھر اور موت سے اچھا بر نہیں مل سکتا۔ نا جانے بھگوان ان لوگوں کو بیٹیاں کیوں دے دیتا ہے جن کو دینے کے لئے اس کے پاس دولت نہیں ہوتی غریب کے لئے بیٹی کی ارتھی اٹھانا زیادہ آسان ہے لیکن ڈولی اٹھانا بہت مشکل ہے ماریا یہ سب کچھ سن رہی تھی اور اندر دونوں بہنیں جن کی شادی کی بات ہو رہی تھی۔ اپنے نصیبوں کو رو رہی تھیں۔ ماریا کو ان لوگوں پر بڑا رحم آنے لگا تھا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ اس غریب گھر میں دو جوان لڑکیاں جہیز نہ ہونے کی وجہ سے بیٹھی بوڑھی ہو رہی ہیں۔ اسے اس معاشرے پر غصہ آ رہا تھا جہاں بیٹی کی قیمت وصول کرنے والوں کو تو کنجر کہہ کر پکارا جاتا ہے لیکن جو لوگ لڑکے کے سر پر سہرا باندھ کر جہیز کے نام پر قیمت وصول کرتے ہیں ان کو مہذب سمجھا جاتا ہے۔ تب ماں نے کہا بیٹا اس مورتی کو لے کر تم تارا چند سنار سے اس کی قیمت تو لگواؤ۔ لڑکا اٹھ کر الماری کے پاس گیا جہاں سے مورتی غائب تھی۔ اس نے ہر جگہ تلاش کیا لیکن مورتی کا کہیں پتہ نہ چلا۔ ماریا سمجھ گئی پنڈت نے پھر مجھے مورتی سے ماریا بنا لیا ہے۔ کالی داس کی ماں کو جب معلوم ہوا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو اُس نے سر پیٹ لیا اور کہا مَیں تو شادی پکی کر آئی ہُوں اب کیا ہوگا۔ وہ پوجا کے کمرے میں آئی اور کالی کے قدموں میں اپنا سر مار مار کر خون نکال لیا اور کہا ماتا تم بھی غریبوں سے مذاق کرتی ہو۔ گھڑی بھر کے لئے خوشی دے کر ہمیشہ کا رونا دے دیا۔

اب کہاں سے لاؤں گی مَیں اِن دو شادیوں کے لئے دولت۔ اِس سے تو اچھا ہے مجھے موت آجائے۔ اُس نے پھر اپنا سر زور زور سے کالی ماتا کے قدموں کو مارنا شروع کر دیا۔ جس سے خون کا فوارہ نکل کر بہنے لگا۔ ماریا کو بہت دُکھ ہُوا اُس نے سوچا کاش وہ مورتی بنی رہتی اور اِن غریبوں کے کام آجاتی اِن بہنوں کی ڈولیاں اُٹھ جاتیں۔ ایک بھائی اور ماں کے ارمان پورے ہو جاتے۔ لیکن یہ سب اُسکے بس کی بات نہ تھی۔ فوراً اسے محسوس ہُوا۔ کوئی طاقت اُسے ہوا میں اُڑا کرلے جانا چاہتی تھی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایک دم یہ گھر اُس کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ اور اب وہ مندر کے ایک تاریک کونے میں پنڈت وشانت کے سامنے کھڑی تھی۔ وشانت نے قہقہہ لگایا اور کہا وہ پاپی اِس سونے کی گڑیا کا سودا کر رہا تھا۔ چور نیچ کہیں کا چیلا بن کر گرو کی چوری کرنے چلا تھا۔ ماریا نے کہا پنڈت جی آپ نے ایک گھر کی خوشیاں چھین لی ہیں۔ دو بیٹیوں کے سر میں سہاگن بننے سے پہلے ہی سیندور کی جگہ راکھ بھر دی ہے۔ جس

گھر سے دو ڈولیاں اُٹھنے والی تھیں۔ وہاں سے اب شاید ارتھیاں اُٹھیں گی۔

آپ نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ خدا کے لئے مجھے دوبارہ سونے کی مورتی بنا کر وہاں پہنچا دیجئے۔ اگر وہ مجھے بیچ کر اپنی بہنوں کی شادیاں کر سکتا ہے تو مجھے بِک جانا بھی منظور ہے۔

وشانت نے کہا لیکن لڑکی وہ چور اور پاپی ہے۔ کیا اُس نے کالی ماتا کی چوری نہیں کی۔ جب کہ مَیں تمہیں مندر میں چڑھانا چاہتا تھا۔ کیا اُس نے اپنے گرو کے اعتماد کو دھوکہ دے کر پاپ نہیں کیا۔ اُس کی سزا یہی ہے کہ اُس کا گھر تباہ ہو جائے۔

ماریا نے کہا ایک معمولی انسان بن کر نہیں مہاراج وشانت بن کر سوچیئے۔ اپنے اندر سمندر جیسا دل رکھ کر سوچیئے۔ جو ہزاروں طوفانوں کو چھپائے پھرتا ہے۔ کسی کا گھر اجاڑ دینے کی بجائے آباد کر دینے میں زیادہ سکون ملتا ہے۔ بدلہ لینا ہو تو اپنے برابر سے بدلہ لو۔ کمزور کو تو ویسے ہی حالات نے مار ڈالا ہوتا ہے بھگوان بن کر نہیں انسان بن کر سوچیئے۔ کیونکہ بھگوان کے سینے میں دل نہیں ہوتا۔ وہ دُکھ درد سے آزاد ہوتا ہے۔ لیکن انسان دل رکھتے ہوئے دوسروں کے دُکھ درد کو محسوس کر سکتا ہے۔ وشانت نے کہا لڑکی مجھے تو تیری زبان سے بھی، بھگوان بولتا نظر آرہا ہے مجھے افسوس ہے شکتی دان ہو کر بھی میں نے یہ بات نہیں سوچی جو تُو نے محسوس کی ہے۔ تُو جیسا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چاہتی ہے ویسا ہی ہو گا۔ میں تجھے سونے کی اس سے بھی بڑی مورتی بنا کر وہاں پہنچا دیتا ہوں لیکن ایک بات سن لے۔ جب وہ تجھے سنار کے پاس بیچ کر رقم وصول کرے گا تو میں تجھے واپس بلا لوں گا اس لئے کہ اب میں نے سوچا ہے کہ تو صرف میرے کام آئے گی۔ اور تیری اس بات سے کہ تو کسی کو نظر نہیں آتی۔ میں فائدہ اُٹھاؤں گا۔ ماریا نے کہا مجھے سب منظور ہے۔ پہلے کالی داس کی بہنوں کی ڈولیاں اُٹھ جانے دیں۔ وشانت نے منتر پڑھا اور ماریا کو محسوس ہوا اس کا قد چھوٹا اور پتھر کا جسم ہو گیا ہے۔

دوسری طرف کالی داس نے ایک چیخ مار کر خوشی سے روتی ہوئی ماں اور بہنوں سے کہا مورتی کا قد بڑھ گیا ہے اور وہ تو وہیں پڑی ہے۔ شاید ماں کالی ماتا نے تیری فریاد سن لی ہے۔ مورتی کا سونا اور بڑھ گیا ہے۔ پھر وہ جلدی ہی مورتی کو لے کر تارا چند سنار کے پاس گیا۔ اُس کا وزن کروایا اور اسے بتایا کہ خواب میں کالی ماتا نے ماں کو درشن دے کر کہا تھا کمرے کے کونے میں فرش کے نیچے سونے کی مورتی پڑی ہے اسے بیچ کر بیٹیوں کی شادی کر دے۔ اور ہم نے کمرے کو کھودا تو مورتی نکل آئی۔ تارا چند نے کسوٹی پر رگڑ کر کہا۔ بھتیجے اصلی سونا ہے اور پھر کالی ماتا کی دین ہے۔ نقلی کیسے ہو سکتا ہے۔ پھر

اُس نے وزن کے حساب سے روپوں کی تھیلیاں بھر کر کالی داس کے حوالے کیں اور مورتی کو اپنی بڑی سی سیف میں بند کر دیا۔ اور پھر جب اس گھر سے بڑی شان و شوکت اور جہیز کے ساتھ دو ڈولیاں اٹھ رہی تھیں۔ ماریا جو سیف سے وشانت کے جادو کی وجہ سے نکل آئی تھی خوشی سے دیکھ رہی تھی اور پھر وہ وہاں سے جو غائب ہوئی تو وشانت کے سامنے کھڑی تھی۔ وشانت نے کہا کروا آئی دونوں کی شادیاں۔ ماریا نے جواب دیا ہاں مہاراج۔ آج میں بہت خوش ہوں۔ پھر وشانت نے کہا بن جا گڑیا اور آ جا میرے جھولے میں۔ ماریا پھر گڑیا بن گئی۔ اور وشانت کے جھولے میں پہنچ گئی۔ اُسی وقت ناگ اور عنبر بھی پاس سے گزرے انہوں نے پنڈت کو دیکھا اور کہا مہاراج کا شبھ نام پنڈت نے تھوڑی دیر اُن کی آنکھوں میں دیکھا اور مسکرا دیا۔ پھر کہا بالکو کوئی چیز کھو گئی ہے اُس کی تلاش چھوڑ دو۔ وہ بہت طاقت ور ہاتھوں میں ہے۔ اور اسے چھین لینا تمہارے بس کی بات نہیں۔ عنبر نے کہا صرف اتنا بتا دیں کہ آپ کا ہی نام پنڈت وشانت ہے۔ وشانت نے کہا ہاں کالی ماتا کے اس سیوک کو ہی وشانت کہہ کر پکارتے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ واپسی

عنبر نے کہا ہماری کھوئی ہوئی چیز آپ کے پاس ہے
اسے واپس لوٹا دیں وشانت نے مسکراتے ہوئے کہا بالکو
بھلا یہ چیز تمہارے کس کام کی ہے۔ پارس کو سونے کی
کیا ضرورت ہوتی ہے۔ ہیرے کے سامنے قیمتی موتیوں کا ڈھیر
بھی لگا دیا جائے تو اُس کے سامنے اِن کی کوئی حقیقت
نہیں ہوتی۔ تم میں سے کوئی پارس ہے کوئی ہیرا ہے کوئی
سونا ہے۔ تم لوگوں کی قدر تو ضرورت مند ہی جانتا ہے۔ وہی
تم سے فائدہ اٹھا سکتا ہے جب کہ تم خود اپنے وجود سے بے
نیاز ہو۔

بھوک تمہیں نہیں لگتی۔ موسموں کے اثرات تم پر نہیں ہوتے۔
موت کا غم تمہیں نہیں ستاتا۔ تم اُس دولت کی مانند ہو جو
زمین میں دفن ہوتی ہے۔ اور جو چیز کسی کے کام نہ آسکے
بھلا اس کا کیا فائدہ۔

عنبر نے کہا پنڈت جی آپ بہت گیانی ہیں۔ لیکن یہ منطق ہماری

سمجھ میں نہیں آرہی۔ ہم سب کچھ ہونے کے باوجود انسانیت
کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ دُکھی انسانوں کے کام
آتے ہیں۔ ہم زمین میں دفن دولت کی طرح ہرگز نہیں
لیکن ہم کسی کے لالچ کے لئے آلۂ کار نہیں بننا چاہتے
آپ لوگ اپنے لالچ کے لئے ہمیں غلام بنا کر رکھنا چاہتے
ہیں۔ یہ تو کوئی جانور بھی پسند نہیں کرتا۔ کہ اُس کی آزادی
ختم کرکے کوئی اُسے سونے کے پنجرے میں بند کر دے۔
آپ نے ہماری بہن کو اپنے جادو کے اثر سے اسیر کر لیا
ہے۔ اور اُسے لالچ کی تلوار بنا کر اپنے مطلب کے لئے چلانا
چاہتے ہیں جو ہمارے مقصد کے خلاف ہے۔ وشانت نے کہا۔
بالک وہ تمہاری بہن نہیں۔ تم مسلمان ہو۔ دوسرا تمہارے
ساتھ ناگ ہے۔ جو ایک جانور ہے۔ یہ لڑکی عیسائی ہے
تم تینوں میں کوئی خون کا رشتہ نہیں۔ پھر کیوں ایک دوسرے
کے لئے اپنی جان کی بازی لگاتے پھرتے ہو۔

عنبر نے جواب دیا مہاراج۔ رشتوں کا تعلق خون سے نہیں
دل سے ہوتا ہے۔ خون کے رشتے تو دولت اور دنیاوی
عیش و عشرت کے لئے ایک دوسرے کا گلا کاٹنے سے بھی
دریغ نہیں کرتے۔ لیکن دل کے رشتے ایک دوسرے کے
لئے جان بھی قربان کر دیتے ہیں۔ وشانت نے نہایت مکاری
سے مسکرا کر عنبر اور ناگ کی طرف دیکھا اور کہا تمہاری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دلیل ٹھیک ہے۔ میں خوش ہوں کہ اِس دَور میں بھی تم تینوں ایک دوسرے کے لئے جان کی پروا نہیں کرتے۔ میں تمہاری چیز تمہیں لوٹا دوں گا۔ آج رات تم تینوں میرے مہمان ہو۔ رات کا بھوجن ہم اکٹھے کریں گے۔ اور میں خود اس بیٹی کو اپنے جادو سے ٹھیک کر کے تمہارے ساتھ بھیج دوں گا۔

وشانت نے جھولے سے سونے کی مورتی نکال کر عنبر کو دیتے ہوئے کہا۔ لو اسے اپنے پاس رکھ لو کیونکہ میرا جادو کا سورج غروب ہونے کے بعد ہی شروع ہوتا ہے۔ عنبر نے سونے کی بنی مورتی ماریا کو پنڈت سے لے لیا۔ اب ناگ اور عنبر کو اطمینان ہو گیا تھا کہ پنڈت ہم سے کوئی دھوکہ نہیں کر سکتا۔ وہ اسی وقت یہاں سے چلے جاتے لیکن مجبوری تو ماریا کو دوبارہ ٹھیک کرنے کی تھی۔ اور وشانت کا جادو رات کے اندھیرے میں شروع ہوتا تھا۔ لہٰذا انہیں پنڈت کی دعوت قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نظر نہیں آیا اور انہوں نے اس کے باوجود کہ انہیں کسی قسم کی بھوک کا احساس تک نہیں ہوتا تھا۔

وشانت کو خوش کرنے کے لئے دعوت کو قبول کر لیا۔

وشانت نے انہیں بتایا کہ کالی کا مندر تعمیر ہو چکا ہے۔ اور اب وہ یہاں سے کاٹھیاوار جائے گا جہاں سومنات کے

مندر کی دوبارہ تعمیر ہو رہی ہے جسے محمود غزنوی توڑ پھوڑ گیا تھا۔ اُس نے دیوتاؤں کے کردار کو آواز دی ہے دیکھ ...نا سومناتی جی کا انتقام محمود کو تباہ و برباد کر دے ... ناگ اور عنبر نے اُس سے اُلجھنا پسند نہیں کیا۔ وہ ... رات تک اُسے اِس لئے برداشت کر رہے تھے کہ وہ ماریا کو دوبارہ ٹھیک کر دے۔ ادھر یہ دونوں یہ سوچ کر ...پ تھے۔ دوسری طرف وشانت کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا اور وہ اپنی سازش کا جال بُننے میں مصروف تھا۔ اُس نے سب کے لئے رات کا کھانا خود تیار کیا اور اُس ...ں بیہوش کر دینے والی ایک پہاڑی بُوٹی ملائی۔ اُس کی ... یہ تھی کہ وہ اپنے جادو کے علم سے معلوم کر چکا تھا ... اِن لوگوں کو شکست دینا بہت مشکل ہے۔ یہ لوہے کی ...وار سے بچ جاتے ہیں۔ اس لئے اِن کو زخم لگانے کے ... مکاری اور سازش کے ہتھیار کا استعمال کیا جائے۔ ... اِن کے متعلق سب کچھ جان چکا تھا کہ یہ لوگ پانچ ہزار سال سے زندہ ہیں اور اب واپسی کا سفر شروع کر چکے ہیں ایسے لوگوں سے مقابلہ کرنا سخت مشکل ہی نہیں ناممکن بات ... لہٰذا اُس نے ترکیب سوچ لی اُسے معلوم تھا یہ ...تک زندہ ہیں وہ ماریا کو لے کر پاتال میں چلا ... ۔ اِن سے پیچھا نہیں چھوٹ سکتا۔ اس لئے اُس نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اِن پر جادو آزمانے کے لئے ضروری سمجھا پہلے انہیں بیہوش کیا جائے۔

سورج ڈوب گیا رات ہوگئی۔ وشانت نے اِن دونوں بھائیوں کے کھانے میں بیہوشی کی بوٹی ملائی تھی اور اُسے اِس بات کی آسانی ہوگئی تھی کہ وہ ہندو ہونے کے ناطے مسلمانوں کے ساتھ ایک برتن میں نہیں کھا سکتا۔ اُس کا دھ… برسٹ ہو جائے گا۔ لہٰذا عنبر اور ناگ نے ایک ہی بر… اور وشانت نے دوسرے برتن میں کھانا کھایا۔ عنبر کی خواہش تھی کہ ماریا بھی شریک ہو لیکن وشانت نے بہانا بنا دیا کہ جادو اور منتر کے لئے وقت کی قید ہوتی ہے۔ اِس سے پہلے وہ ا… نہیں کر سکتا۔ خاص طور پر یہ جادو جس سے ماریا کو اپنی اصلی حالت میں لانا تھا۔ کھانا کھا کر تھوڑی دیر عنبر اور ناگ میں مستقبل کے متعلق ہی گفتگو ہوتی رہی اور اِسی دَوران … وہ بے ہوش ہوگئے۔

وشانت نے ماریا کی مورتی اٹھا کر اپنے جھولے میں ڈال… اور منتر کا جاپ شروع کر دیا۔ کوئی ایک گھنٹے کے بعد اُس نے یہ کہہ کر ان دونوں پر پھونک ماری کہ جاؤ دونوں واپ… سفر کے کئی سو سال پیچھے لوٹ جاؤ۔ پھر وشانت نے دونوں رات کے اندھیرے میں گنگا کی لہروں کی نذر کر دیا۔

سونے کی مورتی اُس نے عنبر سے واپس لے لی۔ اُس

مقصد تھا کہ ناگ اور عنبر کئی سو سال واپس لوٹ جائیں گے جب کہ ماریا پر ایسا کوئی جادو نہیں کیا گیا اور وہ اُس کے پاس رہ جائے گی۔ اور ان دونوں سے اِس کا پیچھا چھوٹ جائے گا۔ اِس جادو میں وشانت کے ساتھ ہی کالی ماتا اور اِندر دیوتک کی طاقتیں اس کی مددگار تھیں کیونکہ وہ اِن سے سیارے کی شکست کا بدلہ لینا چاہتے تھے اور کالی ماتا نے تو اِس شکست کے بعد مہادیو کے نام کی قربانیاں دیں۔ اور ایسے ایسے کٹھن جاپ کئے تھے کہ مہادیو نے اس کی شکتی میں کئی گنا زیادہ اضافہ کر دیا تھا۔ اتفاق ہی کی بات تھی کہ اسی کا ایک سیوک پھر اِن لوگوں سے جا ٹکرایا تھا۔ اور جس جاپ پر وشانت نے ایک گھنٹہ لگایا تھا۔ وہ کالی ماتا کا ہی بتایا ہُوا تھا۔ یہ اتنا طاقتور جاپ تھا کہ پہاڑوں پر کیا جاتا تو راستے سے ہٹ جاتے۔ اِس کے ذریعے تو سمندروں کا رُخ بھی موڑا جا سکتا تھا۔ پھر بھلا عنبر اور ناگ اِس کی زد سے کیسے بچ سکتے تھے۔ اِس کے بچنے کی ایک ہی صورت تھی کہ کوئی مسلمان بزرگ اپنے نوری علم سے اس کا توڑ کرے لیکن فی الحال عنبر اور ناگ کو ایسی کوئی امداد حاصل نہ تھی۔ وقت نے تیزی سے گردش کی۔ تاریخ کے اوراق جادو کی آندھی سے اُڑ کر پیچھے کی طرف جا پہنچے تھے اور پھر جب عنبر اور ناگ کو ہوش آیا تو وہ کوئی تین سو سال پیچھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

واپسی کا سفر طے کر چکے تھے۔ اُن کی آنکھ ہندوستان کے شہر دیبل میں سمندر کے کنارے جب کھلی۔ دیبل کی بندرگاہ جسے آج کل کراچی کہتے ہیں۔ اُس وقت بندرگاہ کی وجہ سے اِس شہر کو بھی دیبل کہتے تھے۔ تو وہ کالی ماتا کے مندر کی بجائے سمندر کی ٹھنڈی ٹھنڈی ریت پر پڑے ہوئے تھے۔ تاحدِ نگاہ ناریل کے درخت پھیلے ہوئے تھے اور ساحلی ہوا ناریل کے پتوں کی جلترنگ بجاتی ہوئی دھیمی دھیمی چل رہی تھی۔ دونوں اُٹھ کر ایک دم بیٹھ گئے۔ ناگ نے کہا عنبر شاید ہم کوئی خواب دیکھ رہے ہیں۔ عنبر نے کہا نہیں وہ حقیقت تھی۔ ناگ بھائی دھوکے باز پنڈت نے شاید کھانے میں ہمیں کچھ کھلا دیا تھا۔ ناگ نے کہا لیکن ہم یہاں کیسے پہنچ گئے۔ عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا بے ہوش ہونے کے بعد کوئی بھی ہمیں یہاں لا کر ڈال سکتا ہے۔ ناگ نے جواب دیا میرے بھائی یہ سمندر کا کنارہ ہے دریائے گنگا نہیں جب کہ ہم گنگا ندی کے کنارے بنے ہوئے کالی کے مندر میں تھے۔ عنبر نے ایک دفعہ پھر حیران ہو کر چاروں طرف دیکھا اور کہا۔ ناگ مجھے تو یوں لگتا ہے پھر ہم واپسی کے سفر میں کئی سال واپس چلے گئے ہیں۔ عنبر کی بات کی تصدیق اُس وقت ہو گئی جب چند آدمی میلے حالوں میں ایک کشتی سے اُتر کر ساحل پر آئے اور اِن لوگوں کے پوچھنے پر بتایا ہم تجارتی

تمام رات کھڑی رہے۔ اور تلاوت سُنتی رہے۔ آخر محمد بن قاسم نے ایک مقام پر جہاں سجدہ لکھا ہوتا ہے رُک کر قرآنِ پاک پر سجدہ کیا اور جب سجدے سے سر اُٹھایا تو اُس کی نظر اِن تینوں پر پڑ گئی۔ محمد بن قاسم نے کلام پاک کو چوم کر بند کرتے ہوئے کہا کیا بات ہے شہاب الدین یہ لڑکیاں کون ہیں۔ محمد بن قاسم کے چہرے پر نور کی وجہ سے ایسا جلال تھا جس نے اُسے اور خوب صورت بنا دیا تھا۔ چھریرا بدن۔ تیکھے نقوش۔ گندمی رنگ اور گھنگھریلے بال۔ گفتگو میں شہد کی مٹھاس۔ راجکماری کی نظر ایک لمحہ کے لئے بھی اُس کے چہرے سے نہ ہٹتی تھی۔ اُس نے یہ بھی سُنا کہ آفیسر نے اِن کے متعلق کیا کہا ہے۔ آخر اُس کی سہیلی نے کہنی سے اسے اشارہ کیا۔ اور وہ اِس طرح ہوش میں آئی جیسے ابھی ابھی کوئی خواب سے بیدار ہوا ہو۔ محمد بن قاسم نے اُن سے کئی سوال کئے۔ جن کا جواب راجکماری نے بالکل ٹھیک دیا۔ لیکن اپنے لہجے اور رفتار پر قابو نہ رکھ سکی۔ جس نے اُس کی شخصیت کی چغلی کھائی۔ اور محمد بن قاسم سمجھ گیا جوگن کے رُوپ میں کوئی شخصیت ہے۔ جو ہو سکتا ہے جاسوسی کی غرض سے بھیجی گئی ہو۔

آفیسر خیمے سے باہر انہیں چھوڑ کر جا چکا تھا۔ محمد بن قاسم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے اپنی تسلی کے لئے کہا جوگن بین بجانا جانتی ہو۔ راجکماری نے طنز کی۔ مہاراج کو موسیقی سے کیا لگاؤ۔ آپ کو تو صرف تلوار کی جھنکار زیادہ پسند ہے۔ بے شک محمد بن قاسم نے کہا۔ میرے مذہب میں موسیقی حرام ہے۔ راجکماری نے کہا اِس کے باوجود مہاراج کے گلے میں ایسا رس ہے کہ معلوم ہوتا ہے گلے میں سرسوتی کا استھان ہے۔ محمد بن قاسم نے کہا یہ سرسوتی کیا بلا ہوتی ہے۔ راجکماری نے قہقہہ لگا کر کہا بلا نہیں راگ کی دیوی کا نام ہے۔ محمد بن قاسم نے کہا اولیکن میں تو گانا بالکل نہیں جانتا۔ راجکماری نے کہا ابھی ابھی تو آپ۔ محمد بن قاسم نے کہا یہ گانا نہیں۔ میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا۔

محمد بن قاسم ایک شریف النفس اور سیدھا سادا مسلمان سپاہی تھا۔ عورتوں کی موجودگی اسے پسند نہ تھی۔ اس لئے اس نے اپنے شک کا اظہار سیدھے سادے لفظوں میں کر دیا۔ اور کہا کیا تمہاری قوم میں کوئی بہادر مرد موجود نہیں تھا جو انہوں نے تمہیں جاسوسی کے لئے بھیجا ہے۔ شاید وہ مسلمانوں کو بھی عیاش اور بدکردار سمجھتے ہیں۔ جو خوب صورت عورتوں کو اِس کام کے لئے منتخب کر کے بھیج رہے ہیں۔ گو کہ جنگ کے قانون میں جاسوس کی سزا قتل ہے۔ لیکن ہم مسلمان ہیں اور تلوار

عورتوں، بچوں اور بوڑھوں پر نہیں اُٹھائی جاتی۔ راجکماری نے جب دیکھا کہ راز فاش ہو ہی گیا ہے تو اُس نے اپنی آنکھوں میں خواہشات کا سمندر بھر کر کہا۔ شہزادے ہم تو تلوار اُٹھنے سے پہلے ہی قتل ہو گئے ہیں۔ تمہیں جیسا سُنا تھا ویسا ہی پایا ہے اگر تم ہمیں اپنی پتنی بنانا منظور کر لو تو ہم سب کچھ چھوڑ کر تمہارے پاس آنے کے لئے تیار ہیں۔

محمد بن قاسم نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ پتھر میں جونک نہیں لگتی۔ لڑکی ہم دشمن کی غیرت سے نہیں تلوار سے کھیلنے آئے ہیں۔ ہمارا کردار ہمارے ایمان کا ایک حصہ ہے۔ ہم مسلمان خدا کے سپاہی ہیں۔ اُسی کے نام پر جہاد کرتے ہیں اِس لئے کہ ہمارا ایمان ہے ہمیں اُس کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ شہزادے تمہارے پہلو میں دل ہی نہیں ورنہ تم حُسن کو اِس طرح نہ ٹھکراتے۔ جو خود چل کر تمہارے قدموں میں آیا ہے۔ تم اگر چاہو تو ہم اپنا دھرم بھی تمہارے لئے چھوڑ سکتے ہیں۔ محمد بن قاسم نے جواب دیا۔ لڑکی جو دل خداوندِ قدوس کے جلووں سے سرشار ہو وہ کسی کو کیا سمجھتا ہے پھر اُس نے زور سے پہرے پر کھڑے سپاہی کو آواز دی رحمت علی رحمت علی نے جلدی سے آ کر کہا۔ لبیک یا امیر۔ محمد بن قاسم نے کہا لے جاؤ ان نادان لڑکیوں کو اور شہاب الدین سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہوانہیں قلعے کی فصیل کے پاس چھوڑ دے۔ راجکماری نے کہا زخمی ناگن کے انتقام سے ڈرو شہزادے۔ محمد بن قاسم نے کہا ہم صرف خدا سے ڈرتے ہیں۔ جو زندگی اور موت کا مالک ہے رحمت علی دونوں لڑکیوں کو لے کر باہر چلا گیا۔

دوسری طرف ناگ اور عنبر دونوں نے مل کر تمام قلعے کا چکر لگایا۔ اُس کے کمزور پہلوؤں کو دیکھا پھر عنبر کو شرارت سوجھ گئی۔ اُس نے اُن مجبور اور قیدی مسلمان لڑکیوں کا انتقام راجہ داہر سے اُسی وقت لینے کی ٹھان لی جو راگ رنگ کی محفل آراستہ کئے ہوئے تھا۔ ناگ اور عنبر نے سوکھی گھاس جو اصطبل کے قریب ہی کافی مقدار میں گھوڑوں کے لئے پڑی تھی۔ اصطبل میں اکٹھی کرنی شروع کر دی۔ اور اس کے ساتھ ہی تمام گھوڑوں کی رسیاں کھول دیں۔ اِسی طرح مختلف جگہ خشک گھاس کے ڈھیر اکٹھے کر دیئے اور پھر ناگ اور عنبر دونوں نے مشعلوں سے اِس خشک گھاس میں آگ لگا دی۔ اور خود سمندر کی طرف فصیل پر کھڑے ہو کر تماشہ دیکھنے لگے۔ گھاس نے جلد ہی آگ پکڑلی اور ہر طرف شعلے بلند ہونے شروع ہو گئے۔ اصطبل سے جونہی شعلے بلند ہوئے۔ تمام گھوڑے ڈر کر بھاگ لیئے۔ وہ جدھر جاتے آگ کے شعلے دیکھ کر بدک جاتے تمام قلعے میں شور مچ گیا۔ مسلمانوں نے شب خون مارا ہے۔ سپاہی

اپنے اپنے ہتھیار سنبھال کر بھاگتے پھر رہے تھے اور گھوڑوں کے پاؤں تلے کچلے جا رہے تھے۔ یہی حال فیل خانے کا بھی تھا۔ جہاں پچاس ہاتھی آزاد ہو کر تباہی مچا رہے تھے۔ تمام قلعے اور مندر میں ہاتھی۔ گھوڑے اور آدمی ٹکراتے اور کچلتے جا رہے تھے۔ اور جو نقصان شب خون مار کر بھی نہیں ہو سکتا تھا وہ دونوں عنبر اور ناگ نے کر دکھایا تھا۔ قلعہ میں وہ تباہی اور بھگدڑ مچی ہوئی تھی کہ قیامت کا سماں تھا اور یہ چیخ و پکار اسلامی لشکر میں بھی سنائی دے رہی تھی۔ اور شعلے بلند ہوتے ہوتے یہاں سے بھی دکھائی دے رہے تھے۔ جب کہ ناگ اور عنبر محمد بن قاسم کے خیمے میں بیٹھے سب کو ساری داستان سنا رہے تھے۔ محمد بن قاسم نے عنبر اور ناگ کو گلے سے لگا لیا۔ جب کہ راجکماری اپنی سہیلی سے کہہ رہی تھی۔ اُس نے جو اپمان میرا کیا ہے۔ اس کا ایسا بدلہ لوں گی کہ تمام عمر یاد رکھے گا۔

سہیلی نے کہا تجھے اپنے بہروپ پر بھروسہ تھا۔ اُس نے تمہیں پہچان ہی لیا۔ راجکماری نے کہا اب ہمیں اپنی غلطی کا احساس ہوا ہے۔ دراصل ہمارا لب و لہجہ ہماری چغلی کھا گیا۔ جو گھبراہٹ ڈر اور خوف ایک معمولی جوگن میں ہونا چاہیئے وہ ہم دونوں میں نہیں تھا۔ اور پھر بات چیت کے انداز پر بھی وہ سمجھ گیا بھلا ایک معمولی جوگن ایک لشکر کے مہان سیناپتی سے آنکھ ملا کر کیسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بات کر سکتی ہے۔

سہیلی نے کہا تمہاری زبان بھی تو قینچی کی طرح چل رہی تھی جس سے صاف پتہ چل رہا تھا کہ تم معمولی لڑکی نہیں ہو۔ آخر اُس کے دماغ میں بھی تو بھیجا ہے۔ راجکماری نے کہا اُس کے پاس سب کچھ ہے۔ مگر دل نہیں ہم سمجھتے تھے کہ پہل ہم نے کی ہے۔ مگر اُس نے تو ہم سے پہلے ہی قلعہ میں تباہی کا طوفان اُٹھا دیا۔ دوسرے کمرے میں راجا داہر اپنے آفیسروں سے کہہ رہا تھا اِس طوفان کا بدلہ اب دن کے اجالے میں لیا جائے گا۔ ہمیں خبر نہ تھی سترہ سال کا چھوکرہ بہادر ہونے کے ساتھ سازشی بھی ہو سکتا ہے۔ رات کے طوفان میں ہمارا جتنا نقصان ہُوا۔ وہ دن بھر کی لڑائی کے برابر تھا۔ جب کہ وہ چھوکرہ اپنے سب سپاہی بچا گیا۔ اب مجھے اُس وقت چین آئے گا۔ جب دن کے وقت اِس سے زیادہ خون میدانِ جنگ میں ہمارے بہادر سپاہی بہا کر دکھائیں گے۔ سیتا پتی نے کہا فکر نہ کریں مہاراج ہم اِس لڑکے کو ایسا سبق دے کر بھیجیں گے کہ پھر کوئی ملیچھ مسلمان بھارت ماتا کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھنے کی کوشش نہ کرے گا۔ سب نے مِل کر کہا مہاراج داہر کی جے۔ راجا نے کہا جے وجے اور اس کے ساتھ ہی سورج نے بادلوں کی اوٹ سے جب جھانک کر دیکھا تو اِس قلعہ نما مندر میں جگہ جگہ

پکلی ہوئی لاشیں اور خون ہر طرف پھیلا ہُوا نظر آیا۔ نقاروں پر چوٹیں پڑیں اور فضا میں جنگی بگلوں کی آوازیں دُور تک پھیل گئیں۔ دونوں طرف کی فوجیں ہتھیاروں سے لیس ہو کر میدانِ جنگ میں کود پڑیں اور پھر سوار اور پیدل ایک دوسرے میں گھی اور کھچڑی کی طرح سے مل گئے۔ فضا میں ہتھیاروں کے ٹکرانے اور قتل ہونے والی چیخوں کے سوا کچھ سنائی نہ دے رہا تھا۔ راجہ داہر بذاتِ خود اپنے ہاتھی پر پر بیٹھا مسلمان سپاہیوں پر نیزے اور تیر پھینک رہا تھا میدان کار زار میں دونوں طرف کے بہادر دادِ شجاعت دے رہے تھے۔ آج کی جنگ میں جسے ہندو فیصلہ کُن سمجھ رہے تھے راجکماری نے بھی حصہ لیا۔ پہلے وہ اپنی سہیلی جو ہندو سینا پتی کی بیٹی تھی کے ساتھ ایک ہاتھی پر بیٹھی مسلمان سپاہیوں پر تیر چلا رہی تھی لیکن اس کی آنکھیں محمد بن قاسم کو تلاش کر رہی تھیں اور سینے میں انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔

دوسری طرف راجا داہر کا دباؤ بڑھتا جا رہا تھا۔ جس کی بڑی وجہ اس کے بدمست ہاتھی تھے۔ جن سے عربوں کے گھوڑے بدک رہے تھے۔ اور وہ پیش قدمی کی بجائے پیچھے ہٹ رہے تھے۔ عنبر اور ناگ بھی اس جنگ میں محمد بن قاسم کے شانہ بشانہ لڑ رہے تھے۔ محمد بن قاسم نے یہ صورتِ حال دیکھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو پریشان ہو گیا۔ تب عنبر کو ایک ترکیب سُوجھ گئی۔ اور اُس
نے محمد بن قاسم سے کہا۔ آپ فکر نہ کریں میں سپاہیوں کے
دل سے ان ہاتھیوں کا خوف ابھی کم کیئے دیتا ہوں۔ عنبر گھوڑا
دوڑاتا ہوا اُس جگہ پہنچ گیا اور ایک سپاہی سے نیزہ لے کر
آگے بڑھتے ہوئے ہاتھی کی آنکھ میں کھینچ مارا۔ جس سے ہاتھی
اپنی آنکھ سے محروم ہو کر درد کے مارے چنگھاڑتا ہوا میدان
سے منہ موڑ کر بھاگا۔ عنبر نے کہا اِس جانور سے ڈرتے ہو
جو ایک نیزے کا زخم برداشت نہیں کر سکتا۔ پھر کیا تھا۔
مسلمانوں میں ایسا جوش و خروش پھیلا کہ انہوں نے ہاتھیوں کی
آنکھوں میں تیر اور نیزے مارنے شروع کر دیئے۔ اور ہاتھی اپنی
ہی پیدل فوج کو کچلتے ہوئے بھاگنے لگے۔ راجا داہر نے جب
یہ دیکھا تو حکم دیا۔ ہاتھیوں سے اُتر کر گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ
لہٰذا خود بھی ہاتھی سے گھوڑے پر آ گیا۔ راجکماری نے بھی
اپنے لئے ایک گھوڑا طلب کیا اور اس پر سوار ہو کر نیزے
اور ڈھال سے حملہ شروع کر دیا۔ اُس نے کئی دفعہ کوشش
کی کہ وہ محمد بن قاسم تک پہنچ جائے۔ لیکن اُس کی یہ آرزو
دل میں ہی رہی۔ ہاتھیوں کا میدانِ جنگ سے ہٹنا تھا کہ مسلمان
سپاہ کا دباؤ بڑھ گیا۔ اور وہ پیش قدمی کرتے ہوئے ہندوؤں
کو دھکیل کر فصیل تک لے گئے۔ راجا داہر نے جب یہ حالت دیکھی

کہ اُس کی سپاہ کے قدم اُکھڑ چکے ہیں۔ تو وہ قلعہ بند ہو گیا۔ محمد بن
قاسم کے حکم سے قلعہ کی دیواروں پر عروس جیسی منجنیق سے پتھر
برسائے گئے۔ اور دیواروں کو گرا کر مسلمان سپاہ اندر گھس گئی
ایک پتھر راجا کے اُس جھنڈے پر بھی لگا جو قلعہ کے مندر پر
لگا ہوا تھا ٹوٹ کر گر پڑا۔ راجہ قلعے کی سُرنگ ———
سے بھاگ گیا۔ اور مسلمانوں نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اور سُرنگ
سے راجا کا پیچھا کر کے اسے قتل کر دیا۔ مالِ غنیمت میں راجا داہر
کی لڑکی بھی گرفتار ہو کر محمد بن قاسم کے سامنے لائی گئی۔ جسے
محمد بن قاسم نے پہچان لیا۔ ایک دفعہ پھر راجکماری نے کہا اگر تم
میرے ساتھ شادی کر لو تو میں تمہارے لئے اپنا مذہب چھوڑنے
کو تیار ہوں۔ لیکن محمد بن قاسم نے جواب دیا۔ مالِ غنیمت میں
خیانت نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا دیگر اشیاء کے ساتھ ہی راجکماری کو
بھی خلیفہ کے پاس بھیج دیا گیا۔

عنبر اور ناگ نے جب خلیفہ کا مراسلہ پڑھا تو انہیں بہت
دُکھ ہوا اور انہوں نے محبت کے آنسوؤں کے ساتھ اس
بہادر نوجوان کو الوداع کہا۔ حالانکہ وہ دونوں جانتے تھے اِس
بہادر سپاہی کا انجام یہی ہے۔ یہ اِس جنگ کو پہلے بھی دیکھ
چکے تھے۔ یہاں سے فرصت ہوئی تو عنبر اور ناگ کو ماریا کی
فکر ہوئی اور دونوں نے مشورہ کیا کہ سب سے پہلے اُسے ہی
تلاش کیا جائے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا اور خزانے کا سانپ

ناگ اور عنبر کے جانے کے بعد پنڈت وشانت ماریا سے غلاموں کی طرح کام لیتا رہا اور راجاؤں کی زندگی بسر کرنے لگا اُسے جب بھی ضرورت ہوتی سونے کی مورتی بیچ کر روپے حاصل کرتا اور عیش کرتا۔ ماریا سونے کی مورتی کی صورت بکتی اور پھر دوسرے ہی دن وشانت اُسے اپنے جادو سے واپس بلا لیتا۔

اب وہ کالی ماتا کا بھگت نہیں رہا تھا۔ وہ بھول کر بھی مندر کا رُخ نہ کرتا اور شہر بہ شہر گھوم پھر کر عیش کرتا۔ ماریا کو سونے کی مورتی بنا کر کالی ماتا کے چرنوں میں چڑھانے کی جو اُس نے منت مانی تھی اُسے پنڈت بھلا چکا تھا۔ وہ یہ بھول گیا تھا کہ جادو وغیرہ کا سارا علم اُسے کالی ماتا کا ہی عطا کیا ہُوا ہے۔ لیکن کالی ماتا کو سب یاد تھا پھر ایک دن جب وشانت گنگا ندی کو کشتی میں پار کر رہا تھا تو کالی ماتا نے گنگا ندی سے بنتی کی۔ ماں اِس نے منت مان کر پوری نہیں اور اُس سے اپنا کاروبار چلانا

شروع کر دیا ہے۔ اِس پاپی کو اپنی لہروں میں غرق کر دے اُس وقت ماریا سونے کی مورتی بنی ہوئی وشانت کے جھولے میں پڑی تھی۔ پھر گنگا ندی نے کالی ماتا کی فریاد سُن لی اور اُس میں ایک دم طوفان آگیا۔ گنگا ندی غیض و غضب میں آ گئی۔ اور جب وشانت کی کشتی درمیان میں پہنچ گئی تو طوفان نے اُس کی کشتی کو گیند کی طرح اچھالنا شروع کر دیا۔ موت سامنے دکھائی دی تو وشانت کو کالی ماتا کا خیال آ گیا۔ اُس نے کالی ماتا کو مدد کے لئے پکارا لیکن کالی ماتا تو ناراض ہو گئی تھی۔ پھر ایک ایسا طوفان کا ریلا آیا کہ وشانت کی کشتی ڈوب گئی۔ وشانت نے بہت کوشش کی کہ تیر کے پار چلا جائے۔ مگر گنگا کی لہریں اُسے بہاتے ہوئے اپنے بھنور میں لے گئیں

لیکن گنگا ندی نے بھی وشانت کی لاش کو قبول نہ کیا اور اس کی لاش کو اُچھال کر گنگا ندی کے کنارے بنے ہوئے ایک بہت پرانے اندھے کنوئیں میں ڈال دیا۔ مرتے ہوئے بھی ماریا کی مورتی اُس کے قبضہ میں تھی اور وشانت کہہ رہا تھا کہ میری رُوح اس کی حفاظت کرے گی۔ ماریا کی مورتی مجھ سے کوئی حاصل نہیں کر سکتا۔ میں ایک دفعہ پھر اپنی روح کے لئے کوئی جسم حاصل کروں گا۔

جو برائی اُس نے عنبر اور ناگ کے ساتھ کی تھی۔ ویسا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہی بدلہ اسے مِل گیا۔ وشانت نے بھی عنبر اور ناگ کو بیہوش کر کے گنگا ندی میں پھینکوا دیا تھا۔ اُسی ندی میں آج آپ ڈوب گیا۔ سچ ہے جو دوسروں کے لئے گڑھا کھودتے ہیں۔ ایک دن اُس میں آپ بھی گر جاتے ہیں۔ وشانت کا جھولا کچھ عرصے کے بعد گل سڑ گیا اور مورتی اندھے کنوئیں میں کئی سال آرام کرتی رہی۔

عنبر اور ناگ نے ہندوستان کا کونہ کونہ ماریا کی تلاش میں چھان مارا۔ ماریا کہیں ہوتی تو ملتی۔ آخر دونوں دوست ماریا کی تلاش میں بنارس جا پہنچے یہاں کی چہل پہل اور بلند و بالا مندروں کو دیکھ کر جہاں دن رات یاتریوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ میں اُن کا دل لگ گیا اور انہوں نے یہاں ایک سرائے میں کمرہ کرائے پر لے لیا۔ اِس کا مالک ایک مسلمان تھا جو نہایت ہی شریف اور مخلص آدمی تھا۔ چند ہی روز میں عنبر اور ناگ سے اُس کی دوستی ہو گئی۔ اور یہ محبت اور پیار اتنا بڑھا کہ وہ مسلمان جس کا نام احمد علی تھا ان کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہ کرتا تھا۔ یہاں تک کہ کھانا بھی اُس کے بغیر نہ کھاتا۔ جس کی وجہ سے عنبر اور ناگ کو بھی باوجود بھوک نہ ہونے کے اُس کا دل رکھنے کو باقاعدگی سے کھانا پڑتا۔ قدرت خدا کی دیکھئے چند روز بعد ہی احمد علی کو بخار آیا اور اسی بخار کی وجہ سے اُس کا انتقال ہو گیا۔ عنبر

اور ناگ کو اس کا بڑا ہی دُکھ ہوا۔ احمد علی کا کوئی رشتہ دار بھی اِس شہر میں نہ تھا صرف بیوی اور دو چھوٹے بچے تھے مجبوراً اُس کی تجہیز و تکفین کا سارا کام عنبر اور ناگ کو ہی کرنا پڑا۔ احمد علی کو جس قبرستان میں دفن کیا وہ بہت ہی پرانا اور شہر سے کافی دُور تھا۔ کئی قبریں بیٹھی ہوئی تھیں۔ کئی قبروں کے کتبے زمین پر گرے پڑے تھے۔ ایسا لگتا تھا یا تو یہ کئی سال پرانی ہیں۔ یا پھر اِن کا کوئی والی وارث اپنے عزیز کو دفن کرنے کے بعد بھول کر بھی واپس لوٹ کر نہیں آیا۔ اور ان کی کبھی خبرگیری نہیں کی۔ ناگ اور عنبر احمد علی کو دفن کرنے کے بعد اس وسیع و عریض قبرستان میں گھومتے ہوئے اور قبروں کی حالت پر باتیں کرتے ہوئے ایک قبر پر آئے۔ جہاں خلافِ معمول تھوڑا اور کانٹے دار جھاڑیوں کی بجائے مختلف رنگوں کے پھول کھلے ہوئے تھے۔ عنبر نے ناگ سے کہا دیکھو یہ کسی بزرگ کی قبر لگتی ہے۔ دیکھ لو اِن کے اعمال پھول بن کر کھل رہے ہیں۔ اور یہ بڑ کا پرانا درخت اپنی ٹھنڈی چھاؤں اِس پر کیئے ہوئے ہے۔

ناگ نے کہا تم ٹھیک ہی کہتے ہو بھائی عنبر دنیا آخرت کی کھیتی ہے یہاں جو نیک اور اچھے کام کرتا ہے۔ اچھے عمل کرتا ہے وہ مرنے کے بعد اُس کا کئی گنا اچھا بدلہ دیتا ہے۔ دونوں نے اِس قبر پر فاتحہ پڑھی۔ عنبر نے اِن پھولوں کے درمیان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُگی ہُوئی گھاس کو اُکھاڑ کر پھینک دیا۔ جو پھُولوں کی خوبصورتی کو خراب کر رہی تھی۔ پھر عنبر اور ناگ دونوں نے پتھر لا کر اس قبر کے چاروں طرف احاطہ بنا دیا۔ اور یہاں سے واپس آگئے۔ وہ دن بھر ماریا کی تلاش میں پھرتے رہے اور رات کو سرائے کے کمرے میں لیٹ گئے۔ آج شام ہی سے موسم کچھ خراب ہو گیا تھا۔ آسمان کالے بادلوں سے ڈھکا ہُوا تھا۔ تھوڑے تھوڑے وقفے سے بجلی چمکنے لگی۔ ہوا میں خاصی تیزی تھی۔

عنبر اور ناگ اپنے کمرے میں لیٹے ہوئے تھے۔ کمرے میں ایک چراغ جل رہا تھا۔ اچانک بجلی بڑے زور سے کوندی اور ایسا معلوم ہُوا کہ قریب ہی گری ہے۔ اِس کے ساتھ ہی تیز ہوا کا جھونکا آیا اور چراغ بجھ گیا۔ اب کمرے میں گھُپ اندھیرا چھا گیا تھا۔ مگر عنبر اور ناگ کو اِس سے کیا فرق پڑتا تھا۔ ڈر تو ان کے قریب سے بھی نہ گذرا تھا تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ انہیں اندھیرے میں آہٹ محسوس ہوئی۔ جیسے کوئی چل رہا ہو۔ عنبر نے سرگوشی میں کہا ناگ جاگ رہے ہو۔ ناگ نے اسی سرگوشی میں جواب دیا نیند ہماری قسمت میں کہاں بھائی۔

عنبر نے کہا قدموں کی آہٹ سُن رہے ہو۔ ناگ نے کہا مجھے تو دکھائی بھی دے رہا ہے۔ یہ کوئی بزرگ ہیں۔ سر پر

سفید عمامہ باندھے، سفید براق کپڑے پہنے ہاتھ میں تسبیح لئے کھڑے ہیں۔ عنبر نے بھی اندھیرے میں غور سے دیکھا تو اُسے وہ بزرگ نظر آگئے۔ تب بزرگ نے کہا بیٹا میں وہی ہُوں۔ جس کی قبر پر تم دونوں احاطہ بنا کر آئے تھے۔ اور پھُولوں کو دیکھ کر میرے اعمال کی تعریف کر رہے تھے۔ عنبر نے کہا ہمارا خیال ٹھیک ہی تھا۔ ایسی قبر تو آپ جیسے بزرگوں کی ہی ہو سکتی ہے۔ بزرگ نے کہا بیٹا وقت کم ہے۔ میں تمہارے پاس ایک ضروری کام کے لئے آیا ہُوں۔ وعدہ کرو اُسے کرو گے۔ انکار نہ کرو گے۔ عنبر نے کہا آپ ارشاد فرمائیں۔ آپ جیسے بزرگوں کی خدمت کر کے ہمیں بہت خوشی ہوگی۔ بھلا ہم گنہگار آپ کے کیا کام آ سکتے ہیں۔ آپ تو خود ہی صاحبِ کرامت ہیں۔ بزرگ نے کہا بیٹا میں دُنیا سے اُٹھ چکا ہُوں۔ اب دنیا سے میرا تعلق ختم ہو گیا ہے۔ میں جسم نہیں رُوح ہُوں اور روح جسم کے بغیر ایک غیبی چیز ہوتی ہے۔ اُسے تم پرچھائیں ہی سمجھ لو۔ میری قبر پر ایک کافر پنڈت آ کر رات بھر ایک جاپ کر رہا ہے۔ وہ کالی ماتا کے لئے جاپ ہے۔ وہ جادو کے الفاظ رات بھر پڑھتا رہتا ہے۔ اور مجھے نظر نہ آنے والی اُس لڑکی کو دے دے۔ جس کی آواز سُن کر ہی میں پاگل ہو گیا ہُوں۔ میں اُس سے زمین کے اندر چھُپے ہُوئے خزانے کا پتہ پُوچھوں گا اور اُس سے کئی کام لوں گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نظر نہ آنے والی لڑکی کا نام سُنتے ہی دونوں کے کان کھڑے ہوگئے۔ عنبر نے احترام سے کہا آپ ہم سے کیا خدمت چاہتے ہیں۔ بزرگ نے کہا وہ نجس اور گندگی کا پُتلا میری قبر کے پاس نجاست پھیلا رہا ہے۔

عنبر نے کہا محترم بزرگ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ ہندو پنڈت مسلمانوں کے قبرستان میں کالی ماتا کا جاپ کرنے کے لئے کیسے آگیا۔ یہ جگہ اُس کے مذہب کے خلاف ہے۔ بزرگ نے مسکراتے ہوئے کہا مجھے معلوم تھا تم یہی سوال کرو گے۔ دراصل آج سے تین سو سال پہلے یہاں ہندو کا شمشان تھا۔ یہ بڑ کا درخت جو میری قبر کے پاس ہے۔ ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق یہاں کرشن بچپن میں بیٹھ کر گولیوں کے گھڑے اپنی غلیل سے پھوڑا کرتا تھا۔ یہ بڑ کا درخت کرشن کا استھان ہے جو پنڈت کے لئے بہت متبرک جگہ ہے۔ اِس بات کا علم اِس پنڈت کو تو نہ ہوگا۔ ضرور کسی گرو نے اسے بتایا ہوگا۔ میری رُوح کو اِس سے تکلیف ہوتی ہے۔ اور میری عبادت میں خلل آتا ہے۔ اُسے وہاں سے اُٹھا دو۔

عنبر نے کہا آپ کے حکم کی آج ہی تعمیل ہوگی۔ بزرگ نے کہا وہ اِس شہر کے کیلاشش مندر میں ٹھہرا ہوا ہے اور اس کا نام ہری گوپال ہے۔ تم دونوں بہت اچھے بچے ہو اسی لیے تو تمہارے پاس چلا آیا تھا۔ عنبر نے وعدہ کر لیا کہ وہ صبح

ہوتے ہی کیلاشش مندر جاکر اس سے نپٹ لے گا۔ بزرگ نے دُعا دی اور غائب ہوگئے۔

عنبر نے ناگ سے کہا خدا کا شکر ہے ماریا کے متعلق کچھ تو سراغ ملا۔ اِس کا مقصد یہ ہے کہ ماریا جہاں کہیں بھی ہے۔ اِس پنڈت کو علم ہے۔ ناگ نے کہا عنبر ہری گوپال سے دوستی کر لے۔ اور اس سے ہمیں مزید معلومات ہوسکتی ہیں دن کے وقت دونوں دوست اُٹھ کر سب سے پہلے کیلاشش مندر کی طرف چل دیئے۔ جہاں ہری گوپال اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا مٹھائی اور پُوریاں اُڑا رہا تھا۔ دونوں نے ہندوانے کپڑے پہن رکھے تھے۔ اور ماتھے پر تِلک لگا رکھا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی اُن کی ملاقات ایک پنڈت سے ہوئی جس سے انہوں نے ہری گوپال کے متعلق پُوچھا۔ پنڈت نے کہا ایسا لگتا ہے تم شنکر ڈیرہ سے آئے ہو۔ اور گوپال کے شہر دار ہو۔ اس کی ماتا بیمار تھی ٹھیک ہے نا۔ اب عنبر اور ناگ کو پتہ چل گیا کہ گوپال شنکر ڈیرہ کا رہنے والا ہے۔ اور اُس کی ماں بیمار ہے کِسی آدمی سے دوستی کرنے کے لئے یہی کافی تھا۔ وہ دونوں پنڈت کے بتائے ہوئے کمرہ میں آئے جہاں گوپال بیٹھا ہُوا تھا۔

دونوں نے آکر ہاتھ جوڑ کر رام رام کیا۔ سب نے جواب دیا رام رام پھر تین آدمی جو بیٹھے ہوئے تھے اُدھر تے کہا لو بھئی گوپال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہم چلے گروجی کے استھان۔ وہ دونوں اُٹھ کر چلے گئے تو ناگ اور عنبر بیٹھ گئے۔

گوپال نے کہا نئے آئے ہو۔ عنبر نے جواب دیا ابھی آئے ہیں۔ گوپال نے کہا کون سا گاؤں ہے تمہارا۔ عنبر نے کہا شنکر ڈیرہ۔ گوپال چونک پڑا۔ اور کہا میں بھی وہیں کا رہنے والا ہوں۔ کالی کے مندر میں صرف منگل داس جی پنڈت ہیں اور اُن کے چچا ماتوں کو بھی جانتا ہوں تم دونوں کو کبھی نہیں دیکھا۔ عنبر کی معلومات میں مزید اضافہ ہوا۔ تب عنبر نے کہا بھائی ہم پنڈت منگل داس جی کے بھتیجے ہیں۔ اصل میں ہم کالا کوٹ کے رہنے والے ہیں چند روز سے چاچا کے پاس آ گئے ہیں۔ اور تمہارے لئے ایک پیغام لے کر آئے ہیں۔ تمہاری ماتا مرن سیج پر پڑی ہیں۔ چاچا جی نے کہا تھا تم ملو تو بتادو اور کہو فوراً واپس آجاؤ۔ ہری گوپال پریشان ہو گیا اور کہا ماتاجی۔ لیکن میں واپس کیسے جا سکتا ہوں۔ ناگ نے بھولے پن سے کہا جیسے آئے تھے۔ گوپال نے کہا دل لگی نہ کرو دراصل بات یہ ہے کہ میں ایک جاپ کر رہا ہوں۔ اسے ادھورا چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔

عنبر نے کہا جاپ کیسا جاپ کر رہے ہو۔ گوپال نے کہا۔

تم منگل داس جی کے بھتیجے ہو اور وہ میرے گرو بھی ہیں تم سے کیا چھپانا ہے۔ دراصل میں ایک ایسی لڑکی کے لئے جاپ کر رہا ہوں جو کسی کو نظر نہیں آتی صرف اس کی آواز سنائی دیتی ہے۔ عنبر نے مزید کریدنے کے لئے کہا متراب تم مذاق کرنے لگے۔ گوپال نے کہا یہ مذاق نہیں حقیقت ہے۔ میں نے خود اُس کی آواز سُنی ہے۔ عنبر نے کہا ہم نے تو آج تک ایسی لڑکی کے متعلق کسی کی زبان سے نہیں سُنا تم نے اس کی آواز کہاں سے سُن لی بھائی۔ گوپال نے ادھر اُدھر دیکھ کر سرگوشی کی ایک رات میں ہنومان پور سے پیدل ہی شنکر ڈیرہ آ رہا تھا موسم خراب تھا جب میں ہنومان پور کے دو کوس دور جنگل میں پہنچا تو موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔

میں بہت گھبرایا سردی سخت پڑ رہی تھی اور رات بھی کالی تھی۔ مجھے دور روشنی دکھائی دی۔ اور میں اُسی سمت دوڑتا ہوا چلا گیا۔ پاس آکر دیکھا تو کسی بہت ہی پرانے مندر کا کھنڈر تھا۔ یہاں کسی زمانے میں ہنومان جی کی پوجا ہوتی ہوگی۔ کیونکہ اِس کھنڈر میں ایک ٹوٹے ہوئے کمرے میں ہنومان کے بت کے سامنے ایک پنڈت جی بیٹھے سامنے آگ جلائے اس کمرے کی آدھی بچی ہوئی چھت کے نیچے ایک نظر نہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آنے والی لڑکی سے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا یہ خزانہ ملنے کے بعد میں آزاد کر دوں گا۔ میں اپنے وعدے پر قائم ہوں تم نے بتایا ہے کہ ہنومان جی کے بُت کے نیچے راجہ وشر رتھ کا خزانہ ہے۔ میں آج ہی رات نکال لوں گا۔ اور اِس کے بعد تمہیں ہمیشہ کے لئے آزاد کر دوں گا۔ تمہیں حاصل کرنے کے لئے مجھے بڑی مصیبتوں سے گذرنا پڑا ہے اور آج رات مجھے اِس کا انعام ملنے والا ہے۔

پھر اُس نے کدال سے ہنومان کے بُت کے چرنوں کی زمین کھودنی شروع کر دی۔ میں بارش سے چھپا ہُوا سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی سی کھدائی کرنے کے بعد وہاں سے ایک سونے کے سکوں سے بھرا صندوق نکل آیا۔ پنڈت پاگلوں کی طرح سِکّے اچھالنے لگا۔ وہ ہاتھی کی طرح طاقتور اور نہایت خوفناک شکل والا آدمی تھا۔ ورنہ میں ضرور اُس سے حصہ بٹوا لیتا۔ میں نے سوچا اگر اسے معلوم ہو گیا میں یہاں چھپا ہُوں تو مجھے قتل کر دے گا۔ تب اُس نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ ماریا مجھے خزانہ مل گیا ہے۔ اور میں اب تمہیں کبھی آزاد نہیں کروں گا۔

ماریا نے کہا تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ خزانہ ملنے کے بعد تم مجھے آزاد کر دو گے۔ یاد رکھو لالچ اور وعدہ خلافی

آدھی رات بیت گئی۔ اِن دونوں کو تو نیند آتی ہی نہیں تھی۔ اچانک ہوا کا ایک تیز جھونکا آیا اور چراغ بجھ گیا۔ دونوں نے حیرت سے دیکھا۔ اِس سے پہلے تو ہوا بالکل ہی ساکت ہو چکی تھی اور لوگ ہوا کے لئے ترس رہے تھے۔ یہ اچانک ہوا کا سرد جھونکا کدھر سے آگیا۔ پھر اُنہیں اندھیرے میں نور کا ایک ہالہ نظر آیا۔ جس میں وہ بزرگ کھڑے تسبیح پھر رہے تھے۔ اُنہوں نے کہا بچو میں تمہارا شکر گذار ہُوں کہ تم نے اُس کافر اور پلید آدمی سے میری جگہ خالی کروا دی۔ میں تم کو پہلے بھی بتا چکا ہُوں کہ میں رُوح ہُوں حقیقت نہیں۔ میرا اس دنیا سے انتقال ہو چکا ہے۔ مجھے معلوم ہے تم میری قبر پر مجھ سے سوالات کر رہے تھے جنہیں میں سُن رہا تھا لیکن جواب نہیں دے سکتا تھا۔ جب تک باری تعالےٰ کا حکم نہ ہو۔ کوئی رُوح کسی سے بات نہیں کر سکتی۔ مجھے اب اجازت ملی ہے۔ بتاؤ تم کیا چاہتے ہو۔ میں تمہیں صرف بتا سکتا ہُوں۔ تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ تم اپنی بہن ماریا کے متعلق پوچھ رہے تھے۔ وہ عیسائی لڑکی بڑی اچھی بیٹی ہے۔ بڑی نیک لڑکی ہے وہ ایک بدبخت پنڈت کے ہاتھوں جادو سے اسیر ہے۔ جو اُس سے خزانوں کا راز پوچھتا رہتا ہے۔ خزانے کے سانپ اُس میں ناگ کی بُو پا کر اُس کا احترام کرتے ہوئے ناگ کی وجہ سے خزانے کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

منقلق بھی بتا دیتے۔ اور رکاوٹ بھی نہیں بنتے۔ حالانکہ اس لڑکی میں ایسا کوئی علم نہیں کہ وہ خزانوں کے راز جان سکے۔ یہ صرف ناگ ہی کی طفیل ہے۔ اُس بدبخت نے ماریا سے وعدہ کیا تھا کہ ہنومان مندر کے کھنڈر میں راجا وشرتھ کا خزانہ مل جانے کے بعد اُسے رہا کردے گا لیکن اُس لالچی کُتّے نے خزانہ ملنے کے بعد بھی اُسے آزاد نہ کیا اور مورتی بنا کر اپنے ساتھ لے گیا۔ ہنومان مندر کے کھنڈر میں خزانے کا سانپ یہ گفتگو سُن چکا تھا کہ اس لالچی نے ہمارے پیارے سردار ناگ کی بہن کے ساتھ وعدہ خلافی کی ہے اور اُسے مورتی بنا کر قید میں رکھا ہے۔

پنڈت جب خزانہ لے کر جنگل میں چلا گیا تو سانپ نے بھی اُس کا پیچھا کیا۔ پنڈت یہ خزانہ کسی محفوظ مقام پر چھپانا چاہتا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ جنگل کے بیچ راجا وشرتھ کے محل کے کھنڈرات ہیں وہاں ایک کنواں تھا اور پنڈت اس کنویں میں وہ خزانہ چھپانا چاہتا تھا۔ جب وہ کھنڈر میں داخل ہوا تو خزانے کا سانپ بھی اُس کے پیچھے ہی کھنڈر میں داخل ہو گیا۔ کیونکہ یہ سانپ خزانے کا محافظ تھا۔ اِس خزانے کو راجا وشرتھ نے اپنے دشمن راجا کنور رائے سے جنگ سے پہلے ہنومان مندر میں اُس کی مورتی کے قدموں میں چھپا

دیا تھا۔ پنڈت کنویں پر آیا اور ایک درخت سے رسّی باندھ کر خزانے کے صندوق کے ساتھ کنویں میں اُتر گیا۔ سانپ بھی کنویں میں اُتر گیا اور جب پنڈت نے صندوق کنویں کی تہہ میں اُگی خشک جھاڑیوں میں چھپا دیا تو سانپ نے اُسے ڈس لیا۔ سانپ نہایت زہریلا تھا۔ پنڈت کو منتر پڑھنے کی بھی مہلت نہ مل سکی۔ اُس کے خون میں آگ لگ چکی تھی اور اُس کی زبان پتھر کی طرح ساکت ہو گئی۔ اور وہ وہیں گر کر مر گیا۔ آج بھی اُس کی ہڈیوں کا ڈھانچہ کنویں میں پڑا ہے۔ گوشت کیڑے کھا گئے ہیں اِس ڈھانچے کے ایک طرف سونے کے سکّوں کا صندوق پڑا ہے دوسری طرف ماریا مورتی بنی پڑی ہے۔ یہ ہے لالچ کا انجام اور وعدہ خلافی کی سزا۔ بس میں صرف اتنا ہی جانتا ہوں۔ عنبر اور ناگ نے بزرگ کا شکریہ ادا کیا اور بزرگ پھر نور کے ہالے میں تحلیل ہو گئے اور ہالہ سمٹ کر اندھیرے میں غائب ہو گیا۔ عنبر اور ناگ نے اُسی وقت سرائے چھوڑ دی اور دونوں ہنومان گڑھ کی طرف روانہ ہو گئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ غائب ہوگیا

عنبر اور ناگ نے سرائے سے نکل کر دو گھوڑے خریدے اور ان پر سوار ہو کر ہنومان گڑھ روانہ ہو گئے۔ رات کا وقت تھا لیکن دونوں بھائیوں نے صبح کے انتظار میں وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ برسات کا موسم تھا دیکھتے ہی دیکھتے آسمان پر تاروں کی جگہ کالے بادل اٹھے اور گرج چمک کے ساتھ بارش شروع ہو گئی۔ دونوں شہر سے کافی دور نکل چکے تھے لہذا واپس ہونے پر آگے بڑھنے کو ترجیح دی اور آگے ہی بڑھتے گئے۔ دور کہیں چھوٹے بڑے پہاڑی ٹیلوں میں انہیں روشنی دکھائی دی دونوں نے ادھر کا ہی رخ کیا۔ قریب جانے پر پتہ چلا ایک سادھو جسم پر بھبھوت ملے ایک الاؤ لگائے بیٹھا تھا اس کی لمبی جٹائیں زمین پر پڑ رہی تھی جسم پر صرف ایک لنگوٹی تھی سارے جسم پر ریچھ کی طرح سیاہ اور سخت بال تھے ایسا لگتا تھا کہ

ببول کے درخت پر کانٹے اُگے ہوئے ہیں۔ آنکھوں میں مشعلیں جلتی نظر آ رہی تھیں جسم کے تنے ہوئے رگ اور پٹھے بتا رہے تھے کہ کافی توانا آدمی ہے۔ موسلادھار بارش کے باوجود اس کا جسم خشک تھا اور الاؤ جل رہا تھا اور وہ سمادھی لگائے بیٹھا تھا۔ دونوں نے جونہی اپنے گھوڑے اس کے قریب سے لے جانے چاہئیں دونوں گھوڑوں نے اپنی اگلی ٹانگیں ایسے اوپر اٹھا لیں جیسے پاؤں آگ پر آ گئے ہوں اور اپنے پچھلے پیروں پر کھڑے ہو گئے۔ عنبر سمجھ گیا سادھو نے اپنے گرد حصار قائم کر رکھا ہے اس کی آنکھیں کھلی تھیں اور جسم درخت کے تنے سے ٹکا ہوا تھا قریب سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ سارے جسم پر کیڑے رینگتے پھر رہے ہیں۔ کئی کیڑے ناک کے نتھنوں میں ایک طرف گھسے جا رہے ہیں دوسرے نتھنے سے باہر نکل رہے تھے۔ چند کیڑے لائن بنا کر موہنہ کے اندر آ جا رہے تھے۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ کئی روز کے مردہ جسم کو درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا دیا ہے۔ لیکن حیرت کی بات یہ تھی کہ الاؤ جل رہا تھا اور کیڑوں نے جسم کو چھوا تک نہیں تھا صرف جسم پر اس طرح چل رہے تھے جیسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زمین پر ہوں گوشت پوست کے جسم پر نہ ہوں۔ عنبر نے غور سے دیکھا سانس کا زیروبم بھی ختم ہو چکا تھا۔ یعنی یہ جسم سانس بھی نہیں لے رہا تھا۔ عنبر نے گھوڑے سے اُتر کر آگے جانے کی کوشش کی تو اس کے سامنے نظر نہ آنے والی دیوار حائل ہو گئی یعنی اس جسم کے گرد حصار قائم تھا۔ اور اس حصار کے اندر بارش کا قطرہ تک داخل نہ ہو سکا تھا۔ دونوں کو یقین ہو گیا کہ ان کے سامنے ایک مردہ جسم پڑا ہے کوئی الاؤ روشن کر کے اس مردہ جسم کے گرد حصار قائم کر کے چلا گیا ہے۔ دونوں الاؤ کے قریب حصار سے باہر بیٹھ گئے ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ جسم میں حرکت محسوس ہوئی کوئی چمک دار روشنی کی کرن آنکھوں کے راستے جسم میں داخل ہوئی تھی اور پھر دونوں نے دیکھا جسم سے سانس کا رشتہ قائم ہو گیا۔ آنکھوں میں جلتی ہوئی مشعلوں کی روشنی تیز ہو گئی۔ تب سادھو نے ان دونوں کی طرف بڑے غور سے دیکھا معنی خیز انداز میں مسکرایا اور کہا بالکو میں شریر اور آتما کے رشتے کو جدا کر کے دوبارہ جوڑنے کا ریاض کر رہا ہوں تم لوگوں کی وجہ سے مجھے دوبارہ جلدی ہی شریر میں آنا پڑ گیا۔ عنبر نے کہا مہاراج یہ تو پانچ ہزار سال پہلے فوت

ہونے والے فرعون بھی جانتے تھے کہ کافی عرصہ گذر جانے کے بعد پھر کس طرح روح کا رشتہ جسم سے قائم کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے ان لوگوں کے جسم حنوط سے رکھے جاتے تھے۔ تاکہ گل سڑ نہ جائیں۔ تم ٹھیک کہتے ہو بالک لیکن اب یہ علم بہت ہی کم لوگوں کے پاس ہے میں اپنی آتما اپنے شریر کی بجائے دوسرے کسی شریر میں بھی داخل کر سکتا ہوں۔

ناگ نے کہا مہاراج یہ بھی کوئی مشکل بات نہیں میں ابھی آپ کے سامنے نہ صرف اپنی روح کو بلکہ اپنے جسم کو بھی ساتھ ہی تبدیل کر سکتا ہوں۔

تمہاری بات اور ہے بالک تم انسان نہیں اگر میرا علم غلط نہیں تو تم وہ سانپ ہو جو لمبی عمر پانے کے بعد اپنی آتما اور شریر دونوں کو ایک ساتھ بدل لیتا ہے کیا یہ سچ نہیں؟

ناگ نے کہا اگر آپ نے پہچان لیا ہے تو میں انکار نہیں کروں گا۔

سادھو نے کہا لیکن تم اپنا جسم چھوڑ کر خالی اپنی آتما کو دوسرے شریر میں نہیں لے جا سکتے۔

ناگ نے تمسخر اڑانے والے انداز میں کہا یہ بھی کوئی مشکل بات نہیں لیکن مجھے پہلے اپنے اصلی جسم میں آنا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پڑے گا پھر میں ناگ کا خالی جسم چھوڑ کر کسی بھی انسانی یا حیوانی جسم میں اپنی روح داخل کر سکتا ہوں۔

عنبر نے اکتا کے کہا ناگ بھائی آخر اس ساری شعبدہ بازی کا کیا فائدہ ہے۔ بہت فائدہ ہے۔ بالک اگر ناگ اپنا اصلی شریر چھوڑ کر اپنی آتما میرے شریر میں داخل کر دینے میں کامیاب ہو جائے تو تمہیں ہنومان گڑھ جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی میں ماریا کی مورتی اپنی شکتی سے یہاں لا دوں گا۔

ناگ نے کہا مجھے منظور ہے میں اپنا وعدہ پورا کیے دیتا ہوں۔

آپ اپنے وچن کو یاد رکھیں۔ نہ جانے عنبر کو یہ ساری شعبدہ بازی کیوں پسند نہیں آ رہی تھی لیکن وہ ناگ کی وجہ سے خاموش ہو گیا۔

ناگ انسان سے اپنے اصلی جسم سانپ میں آیا اور سادھو سے کہا مہاراج آپ اپنا شریر خالی کر دیں اور اپنی آتما اس سے نکال دیں۔ سادھو کی آنکھوں سے روشنی کی کرن نکل کر باہر چلی گئی جس کے ساتھ ہی جسم میں سانس کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اور صرف مردہ جسم رہ گیا تب ناگ نے اپنا جسم چھوڑ دیا اور ایک روشنی کی لکیر اس کے جسم سے نکل کر سادھو کے مردہ

جسم میں داخل ہو گئی جس کے ساتھ ہی سانس کا رشتہ قائم ہو گیا۔

فضا میں ایک قہقہہ بلند ہوا اور سادھو کی آواز آئی ناگ اس وقت کے لیے میں نے کئی سال انتظار کیا ہے دیوتاؤں نے مجھے خوش ہو کر کہا تھا جس چیز کے لیے تو اتنی قربانیاں دے رہا ہے وہ وقت ضرور آئے گا اور تیری منوکامنا پوری ہو گی میں ایسی ہی آتما چاہتا تھا جس کے ساتھ شریر بھی تبدیل ہو جائے دیوتاؤں نے تجھے بھیج دیا میں بازی جیت گیا ہوں تیری آتما میرے شریر میں آ چکی ہے اور قید ہو چکی ہے جو مالا میرے گلے میں پڑی ہے اس کی طاقت سے تو ہمیشہ کے لیے میرے بدن میں قید ہو گیا ہے اب میں جس چیز میں چاہوں گا جسم سمیت تبدیل ہو جاؤں گا تیرا یہ شریر ہمیشہ کے لیے ختم کر دوں گا تاکہ پھر تو کبھی واپس نہ جا سکے۔ اس سے پہلے کہ سادھو مردہ سانپ کے جسم کی طرف ہاتھ بڑھائے عنبر نے ناگ کے جسم کو اٹھا کر اپنے جبے میں ڈال لیا۔ اب سادھو نے فکر مند ہو کر کہا:

بالک تیرے لیے مردہ سانپ کا جسم بے کار ہے مجھے ہر حالت میں اسے ختم کر دینا ہے اسے میرے حوالے کر دو۔

عنبر نے خالی آواز کی طرف دیکھ کر کہا دھوکے باز مکار اب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنی آتما کے لیے کوئی دوسرا جسم تلاش کرے۔ اس لیے کہ مجھے ناگ کی روح دوبارہ تیرے جسم سے نکال کر اس کے اصلی جسم میں داخل کرنی ہے۔

تب سادھو نے کہا:

یہ خواب کبھی پورا نہ ہوگا ناگ کی روح میرے شریر میں قید ہے اس دماغ پر میرا ہی قبضہ ہے اور میرے حکم کے بغیر ناگ نہ تو اپنے آپ کو تبدیل کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کی روح میرے شریر کی قید سے آزاد ہو سکتی ہے۔ تم یہاں ٹھوکریں کھاؤ میرا مطلب حل ہو گیا اب میں چلا۔ پھر سادھو کا جسم پرندے میں تبدیل ہوا اور وہ ہوا میں اڑ گیا۔

عنبر نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔ چلے تھے نماز بخشوانے اور روزے گلے پڑھ گئے۔ ماریا کو قید سے آزاد کروانے نکلے تھے اب ناگ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ بارش رک چکی تھی عنبر نے گھوڑے پر سوار ہو کر اس کا رُخ ہومان گڑھ کی طرف موڑ دیا۔ عنبر منزلیں پر منزلیں طے کرتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ شہری آبادی سے دور جنگل اور ویرانوں میں یکایک اس کا گھوڑا زور سے ہنہنایا اور الف ہو گیا پھر باوجود زور لگانے اور ایڑ لگانے کے بھی ایک قدم آگے نہ بڑھا ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اس کے قدم زمین نے پکڑ لیے ہیں

مجبوراً عنبر کو اس کی پیٹھ خالی کرنی پڑی اور وہ نیچے اُتر کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا کہ کیا ماجرا ہے قرب و جوار لے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا پھر اس نے آسمان کی طرف نگاہ کی اسکی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ آسمان پر ایک چمکدار ستارہ موجود تھا جس سے روشنی کی ایک لمبی لکیر نکل کر زمین سے مل گئی تھی۔ عنبر کو جستجو ہوئی کہ یہ روشنی کی کرن کہاں زمین سے مل رہی ہے اس نے اپنا گھوڑا درخت سے باندھ دیا اور اسی سمیت روانہ ہو گیا تھوڑی ہی دور جانے کے بعد کرن ایک بڑے سے ٹیلے کے پیچھے غائب ہوتی اسے دکھائی دی عنبر ٹیلے کے گرد چکر لگا کر اس کے پیچھے پہنچا تو اس نے دیکھا وہاں کسی بزرگ کا شکستہ مزار تھا کرن اس کی قبر کے تعویذ پر پڑ رہی تھی۔ عنبر نے بڑی عقیدت کے ساتھ وہاں فاتحہ پڑھی اور صدقِ دل سے ماریا اور ناگ کے لیے دعا کی کہ وہ طاغوتی طاقتوں کے شکنجے سے آزاد ہو کر ایک دفعہ پھر مل جائیں۔ تب عنبر کو قبر میں سے آواز آئی عنبر ہمارے پاس سے چپ چاپ گذر رہے تھے ہم نے تمہیں اپنے پاس بلا لیا جو لوگ دوسروں کے کام آتے ہیں مصیبت میں اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرتے ہیں مجھے حکم ہوا تھا کہ میں تمہاری مدد کروں۔ ماریا کو کوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے نکالنے سے پہلے تمہیں اس خبیث پنڈت کی بھٹکتی ہوئی روح سے مقابلہ کرنا ہوگا جو کنویں میں پڑی دولت اور ماریا کے بت کی حفاظت کر رہی ہے۔ لیکن یہ تمہارے جیسے بہادر کے لیے مشکل بات نہیں ہے خدا نے تمہیں وہ طاقت عطا کر رکھی ہے جس سے تم ان کالی طاقتوں کا مقابلہ کر سکو۔ ماریا بیٹی کی مورتی لے کر یہاں آ جانا میں اسم اعظم سے اس طلسم کو توڑ دوں گا جس میں وہ بچی قید ہے پھر تم دونوں ملکر ناگ کو آزاد کروانا لیکن ابھی اس کا وقت نہیں آیا ابھی ناگ کو کچھ عرصہ اور اس قید میں دن گذارنے ہیں تمہارا راستہ میں نے ہی روکا تھا اب تم جاؤ۔

عنبر نے شکریہ ادا کرتے ہوئے سلام کیا اور دوبارہ اسی جگہ آ گیا جہاں اپنا گھوڑا باندھ کر گیا تھا۔ اس نے گھوڑا کھولا اس پر بیٹھ کر اپنے سفر پر روانہ ہو گیا اب اس کے دل کو سکون تھا کہ ماریا کو دوبارہ مورتی کی قید سے آزاد کروانے کے لیے اسے پریشانی نہ ہوگی ـــ رات اپنا سیاہ دامن سمیٹ کر جا چکی تھی اور آسمانوں سے صبح نور چھن چھن کر زمین تک آنے لگا تھا۔ عنبر گھوڑا اب دھیمی چال سے چلا جا رہا تھا۔ اس نے رات بھر بغیر رکے سفر کیا تھا اور گھوڑا تھک گیا تھا عنبر کو دُور

سے ہنومان مندر کے کھنڈرات نظر آ رہے تھے۔ عنبر نے گھوڑے کی گردن سہلاتے ہوئے تھپکی دی اور کہا بس بیٹے منزل نزدیک آ گئی ہے اب سب سے پہلے میں تجھے کھانے پینے کے لیے چھوڑ دوں گا اور پھر اس کے گھوڑے کے سم ہنومان مندر کی پتھریلی زمین پر چنگاریاں بکھیرتے ہوئے پڑ رہے تھے جن کی آواز کھنڈرات سے ٹکرا کر گونج پیدا کر رہی تھی۔ عنبر نے گھوڑا روک کر اسے کاٹھی کی قید سے آزاد کر دیا اور کہا لو ساتھی اب تم ہری ہری گھاس بھی کھا لو اور اس قریب ہی بہتے ہوئے برساتی نالے سے اپنی پیاس بجھا لو میں تب تک منزل کا راستہ تلاش کر لوں۔ گھوڑا گھاس چرنے لگا اور عنبر ایک سمت راستے کی تلاش میں آگے بڑھ گیا جو یہاں سے قریب ہی ہنومان گڑھ کی طرف جاتا تھا جہاں تباہ شدہ شہر کے کھنڈرات کے درمیان وہ کنواں تھا جس کی اسے تلاش تھی۔ تھوڑا آگے جانے پر عنبر کو اپنی دائیں طرف کی جھاڑیوں میں سرسراہٹ سی محسوس ہوئی۔ عنبر نے اس سمت دیکھا ایک سیاہ رنگ کا سانپ بھاگا چلا آ رہا تھا۔ عنبر رک گیا سانپ نے قریب آکر اپنا پھن جھکا لیا اسے عنبر سے اپنے دیوتا ناگ کی بو آ رہی تھی پھر سانپ نے اپنی زبان میں کہا؛

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اے میرے آقا کے بھائی یہ غلام تیری خدمت میں آداب عرض کرتا ہے اور تجھے خوش آمدید کہتا ہے۔ میں راجا دشراتھ کے خزانے کا سانپ ہوں۔ عنبر تک یہ بات ہوا کے دوش پر لہروں کی وساطت سے پہنچ گئی۔

تب عنبر نے جواب میں کہا:

اے سانپ مجھے وہ کنواں بتا دے جس میں اس نابکار پنڈت نے خزانے کے ساتھ ساتھ ماریا کو مورتی میں قید کر رکھا ہے۔

سانپ نے کہا:

میرے آقا کے بھائی میرے پیچھے چلا آ یہاں سے تھوڑی ہی دور ہنومان گڑھ کے کھنڈرات میں وہ کنواں ہے لیکن اس پنڈت کی آتما اب بھی بن مانس کے روپ میں اس کی حفاظت کر رہی ہے اور یہ بن مانس ہاتھی کے جسم کا ہے اور نہایت ہی طاقت ور ہے۔ دونوں باتیں کرتے ہوئے کنوئیں کی جانب روانہ ہو گئے۔

عنبر نے چلتے چلتے کہا:

"کیا تم نے اس بن مانس کو دیکھ رکھا ہے؟"

سانپ جو آگے آگے رہبری کے لیے چلتا جا رہا تھا۔ نے جواب دیا اس لیے کہ میں بھی تو اس خزانے کا محافظ

ہوں جہاں جہاں وہ خزانہ جائے گا مجھے اس کی حفاظت کرنی ہوگی۔ وہ بن مانس تو اتنا سخت ہے کہ کسی جانور کو بھی کنوئیں کے پاس نہیں جانے دیتا۔

عنبر نے کہا:

"تم اس کی فکر مت کرو میں اس سے نپٹ لوں گا مجھے وہ کنواں دکھا دو اور پھر دونوں چلتے ہوئے تباہ شدہ شہر کے کھنڈرات میں پہنچ گئے اور سانپ نے کنوئیں کے پاس جا کر عنبر کو کنواں دکھا دیا۔

عنبر نے کہا یہ تو کافی گہرا ہے۔ اس میں اترنے کے لیے تو ایک لمبی رسی درکار ہے۔

تب سانپ نے کہا میرے آقا کے بھائی گھبرانے کی کوئی بات نہیں تو اس بلا سے نپٹ لے۔ میں رسی کی بجائے اس کھنڈر کے اژدھے کو بلا لوں گا۔ تو اسے پکڑ کر کنوئیں میں اتر جانا وہ کافی لمبا اور موٹا ہے اس محنت کے صلے میں ہم اسے بن مانس کا جسم خوراک کے طور پر دے دیں گے وہ خوش ہو جائے گا۔

عنبر نے کہا ٹھیک ہے تم اژدھے کی طرف جاؤ اور میں اس سے نپٹ لوں جوں ہی عنبر دو تین قدم اور آگے کنوئیں کی طرف بڑھا خوف ناک غراہٹوں کے ساتھ ہی ایک ہاتھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے برابر بن مانس زمین سے نکل کر عنبر کے سامنے آ گیا اور آتے ہی عنبر پر حملہ آور ہو گیا۔ اس نے عنبر کو اپنی گرفت میں لے کر زور لگانا شروع کر دیا کہ اس کی ہڈیاں پسلیاں توڑ کر سرمہ بنا دے لیکن اپنی پوری قوت صرف کرنے کے باوجود بھی وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اسے ایسا لگا جیسے لوہے کے مجسمے کو گرفت میں لیے زور آزمائی کر رہا ہے۔ اس نے حیرت اور غصے سے عنبر کو چھوڑ دیا اور اسے دیکھنے لگا جو بظاہر گوشت پوست کا انسان نظر آ رہا تھا۔ اس نے اپنے پنجے سے اپنے چھرے نما ناخون نکال کر پوری طاقت سے اپنے دائیں ہاتھ کا پنجہ عنبر پر مارا بجائے اس کے عنبر کا گوشت ادھڑ کر اسے خون میں نہلا دے بن مانس کے سارے ناخون ٹوٹ کر پنجوں میں لٹک گئے اور تکلیف کی شدت سے اس نے اپنے جبڑے کھول دیئے۔ اسے کیا خبر تھی۔ عنبر کے جسم پر تو تلوار کی دھار مڑ جاتی ہے اور وہ ٹوٹ جاتی ہے۔ لیکن اس سے پہلے کے عنبر حملے کے لیے تیار ہو بن مانس نے غصے سے پاگل ہو کر عنبر کا سر اپنے خوفناک جبڑوں میں لے کر اپنے مضبوط اور نوکیلے دانت اس میں گاڑنے کے لیے پورا زور لگا

دیا اور پھر اس کا انجام بھی ناخنوں کی طرح سے ہی ہوا دانت ٹوٹ کر موہنہ میں آ گئے اور بن مانس کے موہنہ سے خون بہنے لگا۔ بن مانس غصے سے پاگل ہو کر حملے پر حملہ کر رہا تھا لیکن ہر دفعہ عنبر کو نقصان پہنچانے کی بجائے اپنے ہی جسم کی کوئی حصہ تڑوا بیٹھتا تھا۔ وہ عنبر سے لپٹ گیا تھا اور اس زور آزمائی میں عنبر نے اس کے دونوں بازو توڑ کر رکھ دیئے تھے۔ بن مانس عنبر کو اپنے سے بڑی بلا سمجھ کر اس سے جان چھڑانے کی فکر میں تھا لیکن عنبر نے کہا تم اپنے سارے حربے آزما چکے ہو اب میری باری ہے۔ میں تمہیں زندہ بھاگنے نہیں دوں گا۔ بن مانس، پھر عنبر نے ہاتھی نما بلا کو اپنے قوی بازو کے زور سے اوپر اٹھایا اور اسے پوری طاقت سے زمین پر مارا۔ بن مانس کی کمر کی ہڈی چٹخ گئی اور وہ دہاڑتا ہوا زمین پر تڑپنے لگا۔

عنبر نے کہا دوست تمہیں بہت تکلیف ہو رہی ہے۔ دونوں بازو ٹوٹ گئے کمر کی ہڈی چٹخ گئی سسک سسک کر مرنے سے کیا فائدہ میں تمہیں اس تکلیف سے نجات دلا دیتا ہوں تاکہ تم پھر کوئی اور جنم لے کر آ سکو پیارے پنڈت۔ عنبر نے ایک دفعہ پھر آگے بڑھ کر بن مانس کو اٹھایا اور پوری طاقت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے زمین پر مارا ایک خوف ناک چیخ کے ساتھ بن مانس زمین پر تڑپنے لگا اور مر گیا۔ اژدھا اور سانپ یہ لڑائی دیکھ رہے تھے تب سانپ نے کہا:

"اے آقا کے بھائی اژدھا کنویں میں اُتر رہا ہے آپ اسے پکڑ کر اندر اُتر جائیں اژدھا نے ایک مضبوط درخت کو جو کنویں کے پاس تھا اس کے گرد اپنے آپ کو لپیٹ لیا اور پھر کنویں کے اندر بقایا جسم اتار دیا عنبر آسانی سے اسے پکڑ کر اندر اتر گیا۔ اس نے جھاڑیوں کو ہٹایا تو اسے صندوق کے پاس پنڈت کی ہڈیوں کا ڈھانچا اور ماریا کی مورتی پڑی ہوئی مل گئی اس نے ماریا کی مورتی کو اٹھایا اور اژدھے کو پکڑ کر اوپر آ گیا یہاں خزانے کا سانپ انتظار کر رہا تھا۔ واپس آ کر عنبر نے سانپ کا شکریہ ادا کیا اور کہا اپنے دوست اژدھے سے کہو بن مانس کی لاش پر دعوت اڑائے۔ پھر سانپ اور عنبر دونوں واپس آ گئے اور اژدھے نے بن مانس کے گوشت پر اپنے دانت تیز کرنے شروع کر دیئے۔ عنبر نے ہنومان مندر کے کھنڈر میں آ کر گھوڑے پر کاٹھی کسی اور سانپ کا شکریہ ادا کرتا ہوا ماریا کی مورتی لے کر واپس لوٹ گیا۔ دھوپ ہر سمت پھیلی ہوئی تھی اور دن کے اُجالے میں عنبر منزلیں طے کرتا ہوا جنگل میں بزرگ کے مزار کی

طرف جا رہا تھا۔ گھوڑا دن بھر ایک ہی رفتار سے دوڑتا رہا اس کا جسم پسینے میں نہایا ہوا تھا اور اس کے مونہہ سے جھاگ نکل رہی تھی پھر درختوں کے سائے لمبے ہونے شروع ہو گئے۔ دھوپ کی تمازت کم ہوئی تو گھوڑے کا جسم بھی آہستہ آہستہ خشک ہونا شروع ہو گیا۔ سورج آہستہ آہستہ اپنی کرنیں سمیٹ کر دور درختوں میں ڈوب رہا تھا اور اس کی سرخ روشنی میں تا حدِ نگاہ پھیلے ہوئے جنگل میں آگ سی لگی معلوم ہو رہی تھی۔ پرندوں کے غول کے غول اپنے آشیانوں کی طرف لوٹ رہے تھے۔ اور رات اپنا سیاہ مخملی آنچل لہراتی دبے قدموں سے آسمان سے زمین پر اُتر رہی تھی۔ پھر آسمان پر پوری طرح سے سیاہ چادر پھیل گئی اور اس پر ننھے ننھے ستارے چمکنے لگے۔ عنبر اب بھی جنگل میں سرسراتی ہوئی ہواؤں کا سینہ چیرتا ہوا اور دکھائی دینے والے ٹیلوں کی طرف بڑھ رہا تھا۔ پھر آسمان پر روشن ستارہ نمودار ہوا اور اس کی ایک کرن لمبی ہو کر زمین سے مل گئی۔ عنبر نے خوش ہو کر آسمان کی طرف اور پھر اس نور کی لکیر کے ساتھ ساتھ زمین کو دیکھا، جس نے آسمان اور زمین کے درمیان ایک پل سا بنا دیا تھا اور وہ بڑے ٹیلے کے گرد چکر کاٹ کر بزرگ کے مزار پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہنچ گیا۔ گھوڑے سے اتر کر اس نے مزار پر فاتحہ پڑھی اور قریب ہی بیٹھ گیا۔

تب مزار سے آواز آئی عنبر بیٹے ماریا کی مورتی کو ہماری قبر کے پاس رکھ دو اور خود چند قدم دور ہٹ جاؤ۔

عنبر نے حکم کی تعمیل کی اور مورتی رکھ کر خود ذرا فاصلے پر چلا گیا۔ تب آسمان سے آنے والی روشنی کی کرن نے اپنا رخ بدلا اور وہ مزار پر پڑنے کی بجائے تھوڑی دیر کے لیے ماریا کی مورتی پر پڑی اور مورتی زمین سے غائب ہو گئی۔ روشنی دوبارہ قبر کے تعویذ پر لوٹ گئی اس کے ساتھ ہی عنبر نے ماریا کی خوشبو اپنے پاس محسوس کی اور ماریا کا سریلا قہقہہ اس کے کانوں میں گونج گیا۔

عنبر نے کہا ماریا بہن تم ٹھیک تو ہو۔

ماریا نے کہا ہاں میں شاید لمبی نیند کے بعد بیدار ہوئی ہوں۔ اسے کیا خبر تھی کہ وہ گنگا کی لہروں میں پڑی تین سو سال واپسی کا سفر طے کر چکی ہے اور زمانہ بدل گیا ہے۔

عنبر مسکرانے لگا کہ اس پگلی کو کیا معلوم کن مصیبتوں سے اور بلاؤں سے آزاد ہوئی ہے پھر ماریا نے پوچھا عنبر بھائی ناگ بھیا نظر نہیں آ رہے۔

عنبر نے مسکرا کر کہا ماریا بہن ناگ بھائی غائب ہو گیا ہے تم مل گئی ہو دونوں مل کر اسے تلاش کریں گے۔

ماریا نے کہا، عنبر بھائی اب کدھر کا ارادہ ہے۔

عنبر نے کہا:

فی الحال ہمیں بنارس ہی جانا ہے وہاں پر سالانہ میلہ ہونے والا ہے اور دور دور سے سادھو، جوگی، پنڈت آئیں گے۔ دراصل ناگ ایک سادھو کی قید میں ہے جو ناگ کی غلطی کی وجہ سے ناگ کی روح کو اپنے جسم میں داخل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے تاکہ وہ جب چاہے جو چاہے بن جائے۔ ناگ کی روح سادھو کے جسم میں ہے اور ناگ کا اصلی جسم سانپ والا میرے پاس ہے جسے سادھو ضائع کر دینا چاہتا تھا، لیکن میں نے بچا کر پاس رکھ لیا ہے کہ اپنے اصلی جسم میں جب تک اس کی روح واپس نہ آئے گی ناگ کی مخصوص طاقت ختم ہو جائے گی کسی اور چیز کا جسم حاصل کر کے وہ اپنے آپ کو تبدیل کرنے کی طاقت کھو بیٹھے گا اب ہمیں اس سادھو کے جسم سے ناگ کی بو محسوس ہو گی اور ہم اسے آسانی سے پہچان سکتے ہیں مجھے امید ہے وہ بنارس کے بڑے مندر میں ضرور حاضری دینے کے لیے آئے گا۔ اب میں تنہا نہیں تم بھی ساتھ ہو دونوں مل کر اسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آزاد کروا لیں گے اور اس کے بعد ہندوستان کو چھوڑ کر کسی اور ملک چلیں گے یہاں سے اب میں اکتا گیا ہوں۔

ماریا نے کہا یہ تو ٹھیک ہے ناگ بھائی کی رہائی تک مجبوری ہے ورنہ میرا دل بھی اس ملک سے اکتا گیا ہے۔

عنبر گھوڑے پر اور ماریا اپنے مخصوص انداز میں اڑتی ہوئی شہر بنارس کے قریب ہی رک گئے۔ عنبر نے گھوڑے کو آزاد کر دیا اور خود ماریا کے ساتھ اسی مسلمان کی سرائے میں آ گیا جسے اس کی بیوہ چلا رہی تھی اور عنبر نے اسے بھی اپنی بہن بنا لیا تھا۔

O

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

معصوم بچے کا قاتل

ماریا اور عنبر سرائے پہنچے تو انہوں نے کرسی پر ایک بڑی بڑی مونچھوں والا بدمعاش نما آدمی کو دیکھا وہ اپنے کمرے میں آئے جہاں نوکر صفائی کر رہا تھا جس کا نام رمضانی تھا عنبر نے آتے ہی رمضانی سے اس بڑی مونچھوں والے کے بارے میں پوچھا کہ یہ کون ذاتِ شریف ہیں۔

رمضانی نے کہا شریف نہیں صاحب یہ آدمی بہت بڑا بدمعاش ہے اور چار سو بیس ہے دھوکے باز ہے۔ اس نے رشیدہ کے ساتھ بہت برا سلوک کیا ہے اچھا ہوا آپ آ گئے۔

عنبر نے رشیدہ کا نام سن کر فکر مند ہوتے ہوئے کہا کیا ہوا رشیدہ کو ــــ رشیدہ دراصل اس سرائے کے مالک عنبر اور ناگ کے دوست احمد علی کی بیوی تھی جسے عنبر نے خاوند کے مرنے کے بعد بہن بنا لیا تھا۔ اس کا ایک لڑکا بھی تھا جس کی عمر چار سال کے قریب تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نوکر نے اِدھر اُدھر دیکھ کر اطمینان کر لینے کے بعد کہ کوئی سن نہیں رہا عنبر سے کہنا شروع کیا احمد علی کی موت کے بعد جب آپ یہاں سے چلے گئے تھے۔ یہ آدمی پتہ نہیں کہاں سے احمد علی کا بھائی بن کر رشیدہ بی بی کے پاس آیا پہلے پہل تو خوب روتا رہا ان کے بچے سلطان کو گلے سے لگا کر خوب پیار کیا اور کہا بیٹا میں تمہارا چچا ہوں۔ افسوس بھائی صاحب کی موت کے وقت میں یہاں موجود نہ تھا ایسی چکنی چپڑی باتیں کر کے رشیدہ بی بی کو یقین دلا دیا کہ وہ ان کا دیور ہے۔ اس کا نام امتیاز ہے۔ پھر اس نے سرائے کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا بلکہ رشیدہ بی بی نے خود ہی کہا میرا اس دنیا میں کوئی نہیں آپ آ گئے ہیں تو سرائے کا انتظام سنبھال لیں۔ شروع شروع میں اس کا سلوک سب سے بہت اچھا تھا جب پوری طرح اس نے سرائے پر قبضہ کر لیا تو ملازموں کے ساتھ اس کا رویہ سخت ہوگیا۔ میں کل رشیدہ بی بی کے پاس گھر گیا تھا وہاں کے حالات بھی بدل چکے ہیں گھر پر بھی اس کا قبضہ ہے۔ رشیدہ بی بی نے رو رو کر آپ کے متعلق پوچھا مجھے معلوم نہ تھا۔ میں نے رشیدہ بی بی سے کہہ دیا عنبر صاحب یہاں سے چلے گئے ہیں بی بی بہت پریشان تھیں۔ انہوں نے کہا

سوچا تھا مجھے عنبر صاحب کا سہارا ہی مل جائے گا لیکن بھائی عنبر بھی ملے بغیر ہی چلے گئے۔

ماریا بھی یہ داستان سن رہی تھی اور عنبر کا غصّے سے چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

عنبر نے کہا رمضانی جلدی سے کہہ ڈالو سب کچھ پھر کیا ہوا۔

رمضانی نے کہا بس جی رشیدہ بی بی نے بتایا اب اس کا رویہ ان کے ساتھ بھی ظالمانہ ہوگیا ہے یہ شخص انہیں دھمکیاں دے رہا ہے کہ سرائے اس کے نام لکھ دو ورنہ تمہارا بیٹا سلیمان اغوا کر لیا جائے گا اور قتل کر دیا جائے گا۔ رشیدہ بی بی کے انکار پر اس ظالم نے انہیں مارا بھی تھا۔

عنبر نے کہا رشیدہ بی بی نے محلے والوں سے کچھ نہ کہا۔

رمضانی نے جواب دیا صاحب جی رشیدہ بی بی خود ہی تو محلے والوں سے اس کا تعارف کروا چکی تھیں کہ میرا دیور آگیا ہے خدا نے میرے خاوند کے بعد میرے بیٹے اسے سہارا بنا کر بھیج دیا ہے۔

عنبر نے کہا کیا رشیدہ اسے پہلے سے جانتی ہے کہ واقعی یہ اس کا دیور ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رشیدہ بی بی سے میں نے پوچھا تھا کہنے لگیں ایک دفعہ صاحب کے ساتھ گھر آئے تھے صاحب نے کہا تھا یہ ان کے دور کے رشتہ دار ہیں اور ان کے بھائی ہوتے ہیں اس کے بعد صاحب کی زندگی میں کبھی نہیں آئے موت کے بعد ہی آئے ہیں اتنے ہمدرد بن کر گئے تھے کہ رشیدہ بی بی نے سب محلے والوں سے انہیں خود متعارف کروایا کہ میرے سگے دیوار ہیں۔

عنبر نے کہا خوب تو بھیڑ کی کھال اوڑھ کر بھیڑیا آیا تھا۔

رمضانی نے کہا صاحب جی خدا کے واسطے رشیدہ بی بی کی خبر لیجئے پہلے تو یہ مجھے سودا وغیرہ دینے کے لیے گھر بھیج دیتا تھا لیکن اسے شاید مجھ پر کچھ شک ہو گیا ہے۔ اب ایک نیا نوکر اس نے رکھ لیا ہے جسے گھر بھیجتا ہے مجھے تو وہ شخص بھی شکل ہی سے غنڈا لگتا ہے۔ ایک اور بات صاحب جی اس نے کل اس نوکر کو چابیاں دے کر بھیجا تھا میرا خیال ہے وہ آتے وقت باہر سے تالا لگا کر آتا ہے میں کمزور سا آدمی ہوں صاحب جی اس لیے ڈر کے مارے گھر کی طرف نہیں گیا۔ خدا کا شکر ہے آپ آ گئے ہیں میں چلا کہیں اسے شک ہی نہ ہو جائے سارے حالات میں نے آپ کو بتا دیئے ہیں رشیدہ بی بی اور سلیمان

دونوں کی زندگی خطرے میں ہے۔

عنبر نے کہا تم جاؤ اور خیال رکھو مجھ سے یہاں بالکل ملنا یہاں کی صفائی بھی کسی دوسرے کے ذمہ لگا دو میں نہیں چاہتا اس کی نظروں میں آ جاؤں کہ میں رشیدہ بی بی کو جانتا ہوں۔

رمضانی فوراً کمرے سے چلا گیا تو عنبر نے ماریا سے کہا بہن یہاں بھی ایک مصیبت پہلے سے ہمارا راستہ دیکھ رہی تھی اس سرائے کا مالک میرا اور ناگ کا دوست بن گیا تھا ہم دونوں نے اس کی بیوی رشیدہ کو اپنی بہن بنا لیا تھا۔ اب چلو چل کر رشیدہ بی بی کی خبر لیں۔ میرا خیال ہے یہ کام تم مجھ سے بہتر انجام دے سکتی ہو میں گھر اور رشیدہ کو تمہیں دکھا دوں گا تم اپنا ڈیرہ وہیں لگا لو۔ رشیدہ اور سلیمان کی زندگی خطرے میں ہے۔

ماریا نے کہا تو اٹھو بھائی عنبر نیک کام میں دیر نہیں ہونی چاہیے۔ اس مونچھوں والے گیدڑ کو تو میں نے دیکھ لیا ہے گھر اور رشیدہ کو تم دکھا دو پھر میں جانوں اور میرا کام ایسے بدمعاشوں کا تو وجود ہی مجھے معاشرے میں پسند نہیں۔ عنبر اور ماریا دونوں سرائے سے نکل کر رشیدہ کے گھر کی طرف چلے گئے جب وہ ہال سے گذر رہے تھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو انہوں نے چابی دیتے ہوئے نئے نوکر اور امتیاز کی بات سن لیں جو سرگوشی میں کہہ رہا تھا ذرا ہوشیاری سے میں نے تمام محلے میں کہہ دیا ہے رشیدہ اپنے میکے گئی ہوئی ہے کسی کو شک نہ ہو ورنہ بنا بنایا کام بگڑ جائے گا۔

نوکر نے کہا آپ فکر نہ کریں میں اس دھندے میں نیا تو نہیں ہوں پہلے بھی کئی کام آپ کے لیے نپٹا چکا ہوں

عنبر اور ماریا دونوں نوکر کے پیچھے پیچھے ہی چل پڑے راستے کی بھیڑ میں ماریا نے آرام سے چابی نوکر کی جیب سے نکال لی۔ نوکر جب گھر پہنچا تو مکان کے باہر ایک بوڑھی عورت محلہ دار ملی اور اس نے کہا کیوں میاں رشیدہ بی بی کب میکے سے آ رہی ہے۔

نوکر نے کہا بوا ایک ہفتہ تو لگ ہی جائے گا میں روزانہ آ کر گھر کی صفائی کر جاتا ہوں۔

بوڑھی نے کہا بڑی اچھی بیٹی ہے بے چاری جوانی ہی میں بیوہ ہو گئی۔

نوکر نے مگر مچھ کے آنسو بہاتے ہوئے کہا ہاں بوا ہونی کو کون ٹال سکتا ہے۔

بوڑھی چلی گئی تو نوکر نے جیب میں ہاتھ ڈال کر چابی نکالی لیکن چابی غائب تھی۔ وہ سمجھا شاید سرائے میں چھوڑ آیا

ہے لہذا بڑبڑاتا ہوا پھر واپس چلا گیا۔

عنبر نے موقع غنیمت جان کر فوراً تالا کھولا اور گھر میں چلا گیا۔ دو چابیاں اکٹھی ہی ایک دھاگے میں پروئی ہوئی تھیں۔ اندر جا کر اس نے دیکھا کمرے کے باہر بھی تالا لگا ہوا ہے۔ دوسری چابی سے عنبر نے اندر کا تالا کھولا ایک چارپائی پر پڑی رشیدہ رو رہی تھی۔

ماریا کو پہلی ہی نظر میں یہ لڑکی بڑی معصوم اور پیاری لگی۔

رشیدہ نے عنبر کو دیکھا تو بھاگ کر اس کے قدموں میں گر کر رونے لگی۔

عنبر نے کہا وقت بہت کم ہے مجھے سب کچھ علم ہو چکا ہے فکر نہ کرو میں نے سارا بندوبست کر لیا ہے۔

رشیدہ نے کہا وہ ظالم سلیمان کو بھی کہیں لے گیا ہے عنبر بھائی اب اس نے مطالبہ کیا ہے کہ ساری جائداد میرے نام لکھ دو پھر میرے ساتھ ضمانت کے طور پر شادی بھی کر لو تاکہ مجھے اطمینان ہو جائے کہ بعد میں بھی تم میرے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکو گی ورنہ تمہارا بیٹا قتل کر دونگا میرا بیٹا تو ایک رات بھی کبھی میرے بغیر نہیں سویا تھا۔ اس معصوم کو کیسے میرے بغیر نیند آتی ہو گی میں تمہارے پاؤں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پڑتی ہوں بھیا میرے بیٹے کو بچا لو۔

عنبر نے اسے تسلی دی اور کہا میں آج ہی سلیمان کا بھی پتہ چلا لوں گا تم اپنے آپ کو تنہا نہ سمجھنا میرے بعد بھی ایک طاقت ایسی یہاں موجود ہو گی جو تمہاری حفاظت کرے گی تفصیل بتلانے کے لیے وقت نہیں وہ بھی میری بہن ہے ماریا یہاں موجود ہے لیکن تمہیں اور کسی کو بھی نظر نہیں آئے گی۔ پھر اس نے آواز دی ماریا۔

ماریا نے کہا بھائی عنبر بہن رشیدہ ہماری بہن ہے پھر ماریا نے رشیدہ سے کہا:

بہن فکر نہ کرو میں تمہارے پاس موجود رہوں گی اور تم پر کوئی ظلم نہ کر سکے گا۔ بھائی عنبر کے ذمے صرف سلیمان کو تلاش کرنا ہے وہ مل جائے تو اس غنڈے کو ایسی سزا دیں گے کہ عمر بھر یاد رکھے گا۔

رشیدہ نے حیرانی سے آواز سنی اور عنبر سے کہا:

"عنبر بھائی میں تمہارا اور ماریا بہن کا یہ احسان عمر بھر نہیں بھولوں گی سلیمان نہ جانے کس حال میں ہو گا۔ خدا کے لیے میری مامتا پر رحم کھایئے میری کوکھ جل رہی ہے مجھے کسی کروٹ بھی چین نہیں۔

عنبر نے کہا تو ماریا میں چلا نوکر واپس ہی آتا ہو گا

میں دونوں تالے لگا کر چابی دروازے کے پاس پھینک دوں گا جیسے جیب سے نکالتے ہوئے گر گئی ہو تاکہ ان کو شک نہ ہو سکے میں چلا۔ عنبر نے دروازے کا تالا باہر سے لگایا پھر باہر آکر صدر دروازے میں تالا لگایا اور چابی ایک طرف پھینک کر نوکر کو آتا دیکھ کر چھپ گیا۔

نوکر نے آکر گھبراتے ہوئے انداز میں تالے کو بند دیکھا اس کے ساتھ ہی امتیاز بھی تھا دونوں کو اطمینان ہو گیا کہ اندر کوئی نہیں گیا پھر انہیں چابی گری ہوئی مل گئی۔

امتیاز نے کہا دیکھ اندھے میں نہ کہتا تھا تو نے ضرور چابی کہیں گرا دی ہے اب اٹھا میں چلا سرائے اور تو سودا وغیرہ اسے دے کر چلے جانا ذرا ہوشیاری سے۔

عنبر نے دل میں کہا۔ بیٹا لاکھ ہوشیاری کر لو آخر تمہاری موت میرے ہی ہاتھوں لکھی ہے۔

امتیاز نے جاتے ہوئے اسے کہا میں تھوڑی دیر کے لیے سلیمان کے پاس ہو کر جاؤں گا۔ اس کم بخت نے رات سے کچھ نہیں کھایا ماں کے پاس جانے کے لیے ضد کر رہا ہے۔ میں نے پیار سے بڑا سمجھایا ہے کہ بیٹا وہ تمہارے باپ کو لینے گئی ہے لیکن پھر بھی روتے جا رہا ہے کچھ کھا پی نہیں رہا تم رشیدہ کو اور زیادہ بڑھا چڑھا کر بیان کرنا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عورت کا یہی کمزور پہلو ہوتا ہے کہ اس کی مامتا پر وار کیا جائے مجھے امید ہے اب وہ مان جائے گی۔

نوکر نے کہا فکر ہی نہ کرو استاد تم تیل دیکھو اور تیل کی دھار دیکھو میں اسے کیسے شیشے میں اتارتا ہوں میرا کمال دیکھو۔ نوکر تالا کھولنے لگا اور امتیاز مونچھوں کو تاؤ دیتا ہوا ایک طرف چل دیا۔

عنبر نے چھپ کر اس کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔ ایک جگہ امتیاز نے بچے کے لیے کچھ پھل خریدے اور چل پڑا بازار سے ہوتا ہوا وہ ایک گلی میں مڑ گیا جو کافی لمبی تھی اور یہاں تقریباً تمام پرانی عمارتیں ہی تھیں دو تین موڑ مڑنے کے بعد ایک بوسیدہ سے مکان کا تالا کھول کر وہ اندر داخل ہو گیا۔

عنبر نے بھی اس کا پیچھا کیا۔ اندر جا کر امتیاز ایک کمرے میں داخل ہوا اور اس پر بچھی ہوئی میلی سی دری اٹھانے لگا۔ اس کمرے میں ایک چارپائی، ایک چھوٹی سی پرانی میز اور تین چار کرسیاں پڑی تھیں دری اٹھا کر اس نے زمین کے رنگ کا زمین سے لگا ہوا ایک لکڑی کا تختہ اٹھایا۔ عنبر نے چھپ کر دیکھا اندر بوسیدہ سی سیڑھیاں اتر رہی تھیں اور ڈھکنا اٹھاتے ہی اسے سیلن کی بو آنے لگی۔

امتیاز سیڑھیاں اتر گیا۔ اندر اندھیرا تھا صرف ایک چراغ دن کے وقت بھی جل رہا تھا اور معصوم سلیمان چیخیں مار مار کر رو رہا تھا۔ وہ امتیاز کے ساتھ لپٹ گیا۔ چاچا مجھے یہاں سے لے چلو مجھے ڈر لگتا ہے چاچا۔ مجھے امی کے پاس لے چلو۔

امتیاز نے کہا رو نہیں بیٹے میں نے تمہیں چھپا کر یہاں رکھا ہے تمہارے ابا کے دشمن تمہیں قتل کرنا چاہتے ہیں لو یہ پھل کھاؤ میں جلدی ہی تمہاری امی کے پاس تمہیں لے چلوں گا ذرا ان دشمنوں سے نپٹ لوں لیکن بچے نے بھوکا ہوتے ہوئے بھی کچھ نہیں کھایا ماں کے لیے روتا رہا اور کہتا رہا چاچا مجھے یہاں نیند نہیں آتی ڈر لگتا ہے مجھے امی کے پاس لے چلو آخر امتیاز نے اسے دو تین طمانچے بھی مارے اور کہا: الو کے پٹھے اگر تو نے کچھ نہ کھایا تو میں تجھے قتل کر دوں گا۔ پھر بڑا سا چاقو نکال کر اسے دکھایا اس سے تیری گردن کاٹ دوں گا۔ بچے کی آواز خوف سے بند ہو گئی لیکن وہ ہچکیوں میں روتا رہا۔

امتیاز نے کہا یہ پھل اور کھانا پڑا ہے میں رات کو پھر آؤں گا اگر تو نے کچھ نہ کھایا تو تجھے قتل کر دوں گا۔ سلیمان سہما ہوا پھٹی پھٹی آنکھوں سے ہچکیاں لے رہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا جیسے کسی نے گلا گھونٹ کر اس کی آواز ہی بند کر دی ہو عنبر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور یہ ظلم اس کی برداشت سے باہر ہو گیا۔

امتیاز نے جاتے ہوئے سرگوشی میں کہا۔ مرنا تو تجھے بہر صورت ہے ہی لڑکے ماں کی شادی تک تیری زندگی ہے کیوں کہ تیرے بغیر وہ مانے گی نہیں اور شادی کے بعد میں پرائی اولاد پالنے کا عادی نہیں پھر دشمن کے بیٹے اور سانپ کو چاہیے دودھ پلا پلا کر پالو آخر ڈس ہی لیتا ہے۔ عنبر ایک طرف چھپ گیا اور امتیاز سیڑھیاں چڑھ کر اوپر گیا اور تختہ گرا کر واپس چلا گیا۔ سلیمان نے پھر چیخ ماری اور زور زور سے رونے لگا۔ عنبر کا کلیجہ کٹ رہا تھا وہ فوراً سلیمان کے پاس آیا اور اسے گودی میں اٹھا کر چومنے لگا۔ سلیمان عنبر کے گلے لگ گیا اور کہا چاچا مجھے امی کے پاس لے چلو میں یہاں مر جاؤں گا۔ مجھے یہاں ڈر لگتا ہے۔

عنبر نے کہا فکر نہ کرو بیٹا میں تمہارے پاس رہوں گا اور جب کوئی آئے گا تو چھپ جاؤں گا تم کسی سے بتانا نہیں بس ادھر تمہاری امی واپس آئی اُدھر میں لے کر تمہیں ان کے پاس پہنچا۔ پھر عنبر نے پیار کر کے

سلیمان کو پھل کھلائے کیوں کہ بچے کا ڈر عنبر کے آنے سے کم ہو گیا تھا سلیمان نے اس وعدے پر پھل کھا لیے کہ عنبر اسے اکیلا چھوڑ کر نہیں جائے گا۔ رات عنبر سلیمان ہی کے پاس رہا۔ دوسری طرف رات کو امتیاز گھر پہنچا اور تالا کھول کر اندر کمرے میں گیا اور رشیدہ کو دیکھا جو چارپائی پر پڑی رو رہی تھی۔

امتیاز نے کہا رشیدہ آج آخری فیصلہ ہو ہی جائے تو بہتر ہے یا تو آج تم میرے ساتھ شادی کی ہاں کر دو گی ورنہ یاد رکھو تمہارے بیٹے کی لاش تمہارے پاس آئے گی بلکہ اسے میں تمہارے ہی سامنے ذبح کر دوں گا۔

ماریا پاس ہی کھڑی تھی۔ رشیدہ کو علم تھا کہ اس کی حمایت کرنے والے آ گئے ہیں اس نے کہا:

امتیاز تم کمینے نکلے یاد رکھو خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے اس سے بچو بیوہ اور یتیم کی آہ تو عرشِ الٰہی کو بھی ہلا دیتی ہے۔

امتیاز نے بالوں سے پکڑ کر اسے دو تین طمانچے مارے ماریا کو اس کی حرکت پر غصہ آ گیا اور اس نے اسی طرح بالوں سے پکڑ کر امتیاز کے مونہہ پر دو تین طمانچے کھینچ مارے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

امتیاز اس ناگہانی آفت سے گھبرا گیا اور اس نے کہا کون ہے؟

رشیدہ نے کہا دیکھ لے ذلیل یہ خدا کی لاٹھی ہے تو اس کی آواز نہیں سن سکتا اب بھی وقت ہے جس طرح ہماری دنیا میں آیا تھا اسی طرح واپس چلا جا۔

امتیاز نے کہا میری تمام عمر اسی کام میں گذری ہے میں ڈرنے والا نہیں ہوں۔ برسوں بعد ایک شکار ہاتھ آیا ہے اسے بھی چھوڑ دوں میں آخری بار تجھے کہتا ہوں اگر بیٹے کی زندگی چاہتی ہے تو شادی کے لیے ہاں کر دے اور کاغذات پر دستخط کر دے ورنہ بیٹے کی لاش پر ماتم کرنے کے لیے تیار ہو جا۔

رشیدہ نے کہا پھر سن لے ظالم تجھ جیسے مکار اور دھوکے باز سے شادی تو کیا میں تیرے موںہہ پر تھوکنا بھی پسند نہیں کرتی۔

امتیاز نے غصے میں آکر رشیدہ کو ٹھڈے مارنے شروع کر دیئے ـــــ ماریا نے طیش میں آکر ایک ڈنڈا اٹھایا اور امتیاز پر برسانا شروع کر دیا۔

ماریا نے دل کھول کر امتیاز کی مرمت کر دی۔

آخر امتیاز نے بھاگتے ہوئے کہا مجھے معلوم ہے سیدھی انگلی

گھی نہیں نکلے گا۔ اب تیرا بچہ زندہ نہیں رہے گا اس کی لاش تیرے پاس بھیج دی جائے گی میں دیکھ لوں گا۔ تیرے حمایتی میرا کیا بگاڑ لیتے ہیں۔ امتیاز غصے سے باہر نکل گیا تو رشیدہ کہنے لگی۔ بہن ماریا اب کیا ہو گا یہ ظالم میرے بیٹے کو.....

ماریا نے کہا فکر نہ کرو عنبر بھائی اس کے پاس ہیں رات جب تم سو گئی تھیں تو میں ان سے ملنے گئی تھی۔ انہوں نے بتایا تھا وہ سلیمان کی حفاظت خود کر رہے ہیں۔

رشیدہ نے کہا خدا میرے لال کی حفاظت کرے پروردگار اس بلا کو ٹال دے۔

ماریا نے اسے تسلی دی۔ دوسری طرف امتیاز سیدھا تہ خانے میں پہنچ گیا۔

عنبر نے آہٹ سنی تو چھپ گیا اور سلیمان سے کہا گھبرانا نہیں بیٹا میں تیرے پاس ہی ہوں۔

امتیاز انتہائی غصے میں بھرا ہوا تہ خانے میں داخل ہوا اور سلیمان سے کہا الو کے پٹھے میں نے کہا تھا۔ تیری زندگی چند روز اور لمبی ہو جائے لیکن تیری ماں نے ہی تیرے سانسوں کی دوڑی کاٹنی شروع کر دی ہے۔ اب تیری موت ہی اس ضدی عورت کی ناں کو ہاں میں بدل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سکتی ہے۔

امتیاز نے اپنا چاقو نکال لیا۔

سلیمان سہم کر رونے لگا اور ہاتھ جوڑ کر کہا مجھے نہ مارو چاچا مجھے نا مارو ماں.... امی کہہ کر سلیمان ڈر کر بھاگتا ہوا اس ستون کی طرف چلا گیا جہاں عنبر چھپا ہوا تھا۔

امتیاز نے کہا سور کے بچے بھاگ کر کہاں جائے گا۔ یہاں سے کوئی اور راستہ ان سیڑھیوں کے سوا باہر نہیں جاتا موت تیری تیرے سامنے کھڑی ہے میں رشیدہ کے دل پر ایسا گھاؤ لگاؤں گا کہ خدا کی جس لاٹھی پر وہ آس لگا کر بیٹھی ہے ٹوٹ جائے گی۔

عنبر نے کفر کے یہ الفاظ امتیاز کے موہنہ سے سنے تو یہ بات اس کی برداشت سے باہر ہوگئی وہ فوراً ستون کی آڑ سے نکل کر سامنے آ گیا اور کہا کافر کتے خدا کی شان میں گستاخی کرتا ہے مجھے دیکھ لے میں خدا کی لاٹھی بن کر تیرے سامنے آ گیا ہوں توڑ سکتا ہے تو آ توڑ کے دکھا۔

امتیاز نے حیرت سے کہا تم کون ہو اور یہاں کس طرح آئے ہو۔

تم جیسے سانپ کا سر کچلنے آیا ہوں جو ایک بیوہ اور ایک معصوم یتیم پر ظلم کر رہا ہے۔

امتیاز نے کہا کیوں مفت میں اپنی جان گنواتا ہے، پرائی آگ میں کود کر جان گنوانے کے سوا کچھ نہ ملے گا۔

عنبر نے کہا ساری عمر ہی کمزوروں اور بے سہارا انسانوں کی خدمت کی ہے یہ میری عادت ہے اور میرے ایمان کا حصّہ ہے۔ ظلم کے خلاف ہمیشہ یہ آواز بلند ہوئی ہے۔

امتیاز نے اپنا چاقو کھول کر لہراتے ہوئے کہا تو پھر تجھے بھی مزا چکھانا ہی پڑے گا۔ اس نے بڑھ کر عنبر کے سینے پر چاقو کا وار کیا سلیمان کے موہنہ سے چیخ نکل گئی لیکن چاقو کا پھل ٹوٹ کر زمین پر گر پڑا اور عنبر کو خراش تک نہ آئی۔ امتیاز نے بڑھ کر عنبر کا گلا اپنے ہاتھوں میں لے کر گھونٹنا چاہا لیکن وہ تو فولاد کی طرح سخت تھا۔ امتیاز حیرانی اور خوف سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

تب عنبر نے کہا بس یا کچھ اور طاقت آزمائی باقی ہے۔

امتیاز نے بھاگنا چاہا تب عنبر نے سیڑھیوں کے آگے کھڑے ہوئے کہا الو کی دم یہاں سے باہر جانے کا صرف یہی راستہ ہے اس کے سوا کوئی اور راستہ نہیں امتیاز نے ڈر کر پیچھے ہٹنا شروع کر دیا تب پھر عنبر نے اسی کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انفاظ دہرا دیئے تیری موت تیرے سامنے کھڑی ہے ہم نے تو بہت کوشش کی تھی تیری زندگی بچ جائے اور تو راہ راست پر آ جائے لیکن تیرے اعمالوں نے تیرے سانس کی ڈوری کو کاٹنا شروع کر دیا ہے۔

امتیاز نے کہا مجھے معاف کر دو میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔

عنبر نے کہا زخمی سانپ کو چھوڑ دینا عقل مندی کی دلیل نہیں پھر تم تو عادی مجرم ہو خدا جانے کتنے گھر پہلے تباہ کر چکے ہو آج ان تمام گناہوں کا یوم حساب آ گیا ہے۔ عنبر نے آگے بڑھ کر اسے اپنے ہاتھوں پر اٹھایا اور گھما کر پوری طاقت سے زمین پر دے مارا۔

امتیاز کی چیخیں تہ خانے کے در و دیوار میں گونجنے لگیں اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی اور سر بھی پھٹ گیا تھا۔

تب عنبر نے کہا تو ظالم ہے میں تجھے جان سے نہیں ماروں گا۔ یہ تہ خانہ تو نے ایک معصوم کے لیے قید خانہ بنا رکھا تھا اب جب تک تیری زندگی ہے اس قید خانے میں پڑے موت کا انتظار کرو۔ پھر اس نے سلیمان کو گودی میں اٹھا کر کہا چلو بیٹا تمہاری امی تمہارا انتظار کر رہی ہو گی۔

امتیاز نے کہا مجھ پر رحم کرو۔

عنبر نے جواب دیا تم نے آج تک کس پر رحم کیا ہے۔ ایک بیوہ کے جگر کے ٹکڑے کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ اس معصوم کے پھول سے گالوں پر طمانچے مارے پھر کس مونہہ سے رحم کی بھیک مانگتے ہو جو تم دوسروں کے ساتھ سلوک کرتے رہے ہو وہی تمہارے ساتھ بھی ہو گا خدا کا قانون یہی ہے جو تم بوؤ گے وہی تمہیں کاٹنا پڑے گا۔

پھر امتیاز نے دیکھا چھت کا تختہ بند کر کے عنبر سلیمان کو لے کر جا چکا تھا۔ دوسری طرف رشیدہ مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی اور بار بار ماریا سے کہہ رہی تھی وہ بڑا ظالم ہے سلیمان کو مار ڈالے گا۔

ماریا بار بار اسے تسلی دیتی تھی بہن فکر نہ کرو خدا اس کی حفاظت کرے گا کہ اتنے میں دروازہ کھلا۔

رشیدہ کا دل دھک سے رہ گیا لیکن آنے والا امتیاز نہیں عنبر تھا جس نے سلیمان کو گودی میں اٹھا رکھا تھا۔ مامتا کی ماری ماں کبھی عنبر کے پاؤں پر گرتی اور کبھی سلیمان کو سینے سے لگا لیتی سلیمان بھی اپنی ماں کے سینے سے لگا رو رہا تھا۔ آخر عنبر نے رشیدہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا رشیدہ بہن میں نے تمہارے متعلق ایک فیصلہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا ہے مجھے امید ہے تم انکار نہیں کرو گی ہم لوگ تو سیلانی لوگ ہیں ساری عمر یہاں نہیں ٹھہر سکتے" اس دنیا میں امتیاز جیسے لوگوں کی کمی نہیں اب تمہیں اپنا گھر بسا لینا چاہیے کوئی شریف آدمی دیکھ کر میں تمہاری شادی کر دوں گا جو ایمان داری سے تمہارا کاروبار سنبھال لے اس دنیا میں کمزور اور تنہا عورت کا رہنا بہت مشکل ہے ۔رشیدہ نے سر جھکا کے کہا آپ کے احسانوں کے سامنے میرا سر ہمیشہ جھکا رہے گا آپ جو بھی کریں گے میرے لیے بہتر ہی کریں گے۔

پھر چند روز عنبر اور ماریا نے اس شہر میں گذارے اور ایک شریف آدمی کے ساتھ رشیدہ کی شادی کر کے ۔ ماریا اور عنبر دونوں ناگ کی تلاش میں مصروف ہو گئے ۔

O

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

سادھو یا شیطان

وہ دن بھر مندروں میں اس سادھو کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے جو سادھو سے زیادہ شیطان تھا اور رات کو مایوسی سے واپس سرائے آ جاتے ۔اب رات کو اکثر رشیدہ اس کا بیٹا سلیمان اور اس کا خاوند افضل بھی ان کے کمرے میں آ جاتے وہ سب ماریا سے بھی مانوس ہو گئے تھے سلیمان تو اسے ماریا آنٹی کہہ کر پکارتا تھا۔ماریا کو بھی اس سے بڑا پیار ہو گیا تھا وہ رات کو اس کے لیے کبھی فروٹ اور کبھی مٹھائیاں لے کر آتی ۔ گھنٹہ دو گھنٹے وہ لوگ ان کے پاس ٹھہرتے اور پھر اپنے گھر چلے جاتے ۔ افضل بڑا ہی شریف اور مخلص آدمی تھا وہ سلیمان کو بالکل اپنے بیٹے کی طرح چاہتا تھا اور اب وہی اس سرائے کو چلا رہا تھا۔

عنبر ہندوؤں کے لباس میں صبح ہی مندروں کی خاک چھاننے چلا جاتا ساتھ ماریا بھی ہوتی لیکن کئی دن کی دوڑ دھوپ کے بعد بھی وہ کامیابی حاصل نہ کر سکے ۔ایک رات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر اور ماریا دونوں ناگ سے مایوس ہو کر اپنے کمرے میں لیٹے ہوئے تھے کہ اچانک عنبر کوئی آواز سن کر اٹھ کے بیٹھ گیا۔

ماریا نے کہا عنبر بھائی خیریت تو ہے۔

عنبر نے کہا ماریا ذرا سونگ کر دیکھو کیا تمہیں ناگ کی خوشبو محسوس نہیں ہوتی۔

ماریا نے سونگھا اور مسکراتے ہوئے کہا عنبر بھائی سو فیصدی ناگ بھائی کی خوشبو ہے۔

عنبر نے اٹھ کر دروازے سے جھانک کر دیکھا وہی سادھو اور اس کے ساتھ ایک چیلا میز پر کھڑے افضل سے بات چیت کر رہے تھے عنبر سمجھ گیا کمرے کے متعلق بات ہو رہی ہے کئی کمرے خالی ہیں انہیں ضرور کوئی کمرہ مل جائے گا۔

عنبر بہت خوش تھا۔

ماریا نے کہا کچھ مجھے بھی تو بتایئے اکیلے اکیلے ہی خوش ہو رہے ہیں خوشبو تو ناگ بھائی کی آ رہی ہے لیکن یہ موٹا سادھو تو ناگ نہیں ہو سکتا۔

عنبر نے کہا ماریا شکار جال میں پھنس گیا سمجھو دراصل ناگ کی روح اسی خبیث سادھو کے بدن میں موجود ہے

لیکن اس چیلے کی سمجھ نہیں آئی یہ پہلے تو ساتھ نہ تھا۔

ماریا نے کہا ہو گا کوئی اگر ناگ بھائی کی روح اس سادھو کے جسم میں ہے تو ہم اسے واپس کیسے لا سکتے ہیں

مجھے کچھ سوچنے دو ماریا سوال کوئی نہ کرو۔

ماریا خاموش ہو گئی عنبر کمرے میں ٹہلتا رہا اور سوچتا رہا۔ پھر باہر جا کر افضل سے سادھو کے متعلق پوچھا۔

اس نے کہا آپ کے ساتھ والا کمرہ دے دیا ہے۔

عنبر بھائی ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔

عنبر نے کہا کون سی بات۔

افضل نے کہا بظاہر گرو یہ سادھو ہے اور ساتھ اس کے چیلا ہے۔ لیکن چیلا گرو پر اس طرح حکم چلا رہا ہے جیسے وہ گرو ہو۔

عنبر نے ٹالنے کے لیے کہہ دیا۔ بعض وقت گرو کو چیلے سے پیار ہی اتنا ہوتا ہے کہ چیلا حکم چلانا شروع کر دیتا ہے۔

افضل اس جواب سے مطمئن نہ ہوا لیکن عنبر اس کی پروا کیے بغیر ہی واپس اپنے کمرے کی طرف چل دیا اور کمرے میں آ کر پھر سوچنے لگا چیلا گرو پہ حکومت کرتا ہے اور پھر اس کی سمجھ میں سب کچھ آ گیا اور وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خوش ہو گیا۔

اب ماریا نے کہا عنبر بھائی اگر اب بھی آپ نے مجھے خاموش رہنے کے لیے کہا تو میں جاکر اس سادھو کا گلا دبا دوں گی۔

عنبر نے ہنس کر کہا بس بڑا مان گئی میری بہن بات یہ ہے جب تک کوئی چیز اپنے ذہن میں صاف نہ ہو کسی کو کیا بتایا جائے۔ اب میری سمجھ میں یہ بات آگئی وہ بھی افضل اگر اس کا ذکر نہ کرتا تو میں یہاں تک نہ پہنچ پاتا۔

ماریا نے کہا خدا کے لیے عنبر بھائی جلدی سے کچھ بتاؤ۔

عنبر نے کہا تو سنو ناگ کی روح سادھو کے جسم میں ہے۔ سادھو اپنی روح ناگ کے خالی جسم میں لے جانا چاہتا تھا لیکن میں نے اسے ایسا نہیں کرنے دیا اور ناگ کا مردہ جسم اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا۔ اب بھی سادھو کی روح اسے بھی تو کوئی جسم چاہیے تھا۔ مجھے یقین ہے اسے اس نو عمر لڑکا کا جسم مل گیا ہو گا جس میں اس نے اپنی روح ڈال دی۔ اب جسم کے اعتبار سے وہ ناگ کا گرد تو بن نہیں سکتا تھا۔ چیلا بن کر اس کے ساتھ ہو گیا، کیوں کہ سادھو کا جسم اور اس کی شخصیت کافی پر اثر ہے۔

جب کہ جو جسم اس سادھو کو ملا وہ عمر کے جسم کے اور شخصیت کے اعتبار سے کسی صورت بھی گرد نہیں بن سکتا تھا وہ چیلا تو بن گیا لیکن ناگ کی روح پر حکومت تو اسی کی ہے اسی لیے چیلا گرد پر حکومت کر رہا ہے یہی بات مجھے افضل نے بتائی تھی جس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔

ماریا نے کہا یہ بات بالکل ٹھیک ہے میں بھی آپ کی رائے سے متفق ہوں دراصل اس کا سہرہ افضل کے سر ہے۔

عنبر نے کہا یہ بات تو درست ہے راستہ اس نے دکھایا ہے اور خود بھول بھلیاں میں اب تک کھویا ہوا ہے کہ چیلا گرد پر کیسے حکومت کر سکتا ہے۔

ماریا نے کہا چلو یہ عقدہ تو حل ہو گیا۔ اب ہمیں کیا کرنا ہے۔

عنبر نے کہا وہ سادھو تو مجھے پہچان لے گا۔ اب ان کی نگرانی تمہارا کام ہے سائے کی طرح ان کے پیچھے رہو۔ اس دوران میں کوئی صورت نکال لوں گا۔

ماریا نے کہا بالکل ٹھیک ہے تم اس کے سامنے نہ آؤ ورنہ اسے شبہ ہو جائے گا۔

عنبر نے کہا سادھو کے گلے میں جو مالا ہے۔ وہ ناگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی روح کو اس جسم سے نکلنے نہیں دیتی جادو کی ساری کرامات اس بین ہے۔ چیلے کے ہوتے ہوئے وہ مالا سادھو کے گلے سے نہیں اتاری جا سکتی۔

ماریا نے کہا کیوں نا چیلے کا گلا گھونٹ دیا جائے۔

عنبر نے کہا یہ بھول رہی ہو کہ اس کے اندر سادھو کی روح ہے جو گیانی بھی ہے اور جادو کی کئی طاقتیں اس کے پاس ہیں۔ گو کہ اس کا حل اس کے علاوہ اور کوئی بھی سمجھ میں نہیں آتا لیکن اس امکان پر تو سادھو نے بھی غور کیا ہو گا اور اپنے کمزور جسم کی حفاظت کا کوئی نہ کوئی بندوبست ضرور کیا ہو گا۔ ہمیں ہر پہلو پر غور کر لینا چاہیے اور پھر کوئی قدم اٹھانا چاہیے اگر شکار چوکنا ہو تو پھر اسے قابو کرنا بہت ہی مشکل ہو جائے گا۔ اس نے ناگ کو دیکھ کر پہچان لیا تھا فرض کرو وہ تمہیں بھی دیکھنے میں کامیاب ہو جائے اور لالچ میں آکر تم پر بھی کوئی جادو وغیرہ کر ڈالے۔ اس لیے تم اس کی نگرانی ضرور کرو لیکن اس کے زیادہ قریب نہ جاؤ۔

ماریا نے کہا آج پہلی مرتبہ میں تمہیں کچھ زیادہ ہی محتاط دیکھ رہی ہوں عنبر بھائی۔

عنبر نے کہا۔ ماریا تم نے وہ منظر اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا یہ سادھو بہت بڑا شیطان ہے۔

ماریا نے کہا خیر اب تم زیادہ بھی اس مسئلے پر غور نہ کرو ورنہ اور بھی الجھ کر رہ جاؤ گے۔ ماریا اس سادھو کے کمرے میں جانے کے لیے بے چین تھی لیکن عنبر کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے وہ مجبوراً چارپائی پر لیٹ کر کروٹیں بدلنے لگی۔

عنبر اپنی چارپائی پر پڑا ہوا ترکیبیں سوچ رہا تھا اور اسی طرح آدھی رات گزر گئی۔ چراغ کا تیل شاید ختم ہو چکا تھا۔ اس کی لو پھڑپھڑائی اور وہ بجھ گیا۔ ان لوگوں کو اندھیرے اجالے سے کیا فرق پڑتا تھا۔ عنبر نے ایک نظر اٹھا کر بھی چراغ کی طرف دیکھنا گوارا نہ کیا وہ تو اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش میں مصروف تھا جو اور بھی الجھتی جا رہی تھی کہ اچانک اندھیرے میں اسے احساس ہوا کہ کوئی ہے وہ ذرا چوکنا ہوا لیکن اس نے کوئی حرکت نہ کی پھر دروازہ جو کھلا تھا۔ اندر سے کنڈی لگانے کی ان لوگوں کو ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی تھی کیوں کہ ان کے پاس کوئی قیمتی سامان وغیرہ تو ہوتا ہی نہ تھا جس کے لیے انہیں حفاظت کی ضرورت محسوس ہو دوسرے عنبر وغیرہ کو نیند ہی نہ آتی تھی اور انہیں اندھیرے میں بھی دکھائی دیتا تھا۔ دروازہ ذرا سا آہستہ سے کھلا اور سادھو کا چیلا دبے پاؤں داخل ہوا ایک منٹ کے لیے اس نے رک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر اندازہ لگایا کہ کوئی جاگ تو نہیں رہا ۔

ماریا تو ویسے ہی اسے نظر نہیں آتی تھی اور عنبر نے اسے دیکھ لیا تھا اور سوچ رہا تھا کہ جس ڈرامے کا آغاز وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ وہ شروع ہو گیا ۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ سادھو کو ان کی موجودگی کا علم ہی نہیں لیکن اس بات سے ظاہر ہو گیا کہ وہ عنبر کی موجودگی سے پہلے ہی واقف تھا یا اس نے بھی عنبر کو یہاں دیکھ لیا تھا ۔ اور اس کمرے میں محض ناگ کا سانپ والا جسم چرانے آیا تھا ، لیکن عنبر نے پہلے ہی وہ ماریا کے سپرد کر دیا تھا تاکہ نہ کسی کو دکھائی دے سکے اور نہ ہی چوری ہو سکے ۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہ اس سادھو سے ابھی ٹکرا گیا تو وہ پھر غائب ہو جائے گا اور پھر ناگ کی رہائی ممکن نہ ہو گی ۔ وہ دم سادھے پڑا رہا اور اس نے ماریا کو جو بالکل اس کے کان میں سرگوشی کر رہی تھی ۔ اسے منع کر دیا کہ خاموش رہ کر دیکھیں یہ کرتا کیا ہے ۔

سادھو نے سارے کمرے کی تلاشی لے ڈالی پھر وہ عنبر کے پاس آیا اور اس کے کپڑوں کی تلاشی بھی لے ڈالی لیکن اسے ناگ کا سانپ والا جسم نہ مل سکا اور وہ مایوس ہو کر کمرے سے نکل گیا ۔

ماریا جو بے چین ہو رہی تھی اس کے نکلتے ہی عنبر کے پاس آئی اور کہا :

"عنبر بھائی تم نے اس شیطان کو زندہ چھوڑ کر غلطی کی ہے"

عنبر نے کہا :

ماریا جلدی مت کرو جب تک ہمیں سارے حالات کا علم نہ ہو جائے ہم اس کے جسم کو مار کر کیا کریں گے ۔ جب وہ دیکھے گا کہ میں ان کے بس میں نہیں ۔ اس جسم سے اپنی روح نکال کر لے جائے گا اور خالی مردہ جسم کو ہم کیا کریں گے ، لیکن مجھے اس بات کی خوشی ہوئی ہے کہ وہ تمہیں دیکھ لینے میں کامیاب نہیں ہوا ۔ میں نے لیٹے لیٹے اس کی حرکات و سکنات کو غور سے دیکھا ہے اسے میرے علاوہ کسی اور کی موجودگی کا احساس نہیں ہوا اور یہی وجہ ہے وہ تمہیں نہیں دیکھ سکا ۔ اب میں بے فکر ہو گیا ہوں تم صبح ہی سے اُن کے پیچھے لگ جاؤ بظاہر تو صرف مجھے اتنا ہی پتہ ہے کہ سادھو کے گلے میں پڑی ہوئی مالا ہی ایسی رکاوٹ ہے جس سے ناگ اس کے جسم سے باہر نہیں آ سکتا اور نہ ہی اپنے آپ کو اس کی مرضی سے تبدیل کر سکتا ہے لیکن ہو سکتا ہے اس کے علاوہ بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوئی طاقت ہو۔

ماریا نے کہا ٹھیک ہے عنبر بھائی میں صبح ہی سے ان کے پیچھے لگ جاؤں گی اور اس کی کمزوریوں پر نظر رکھوں گی۔ ممکن ہے جلدی ہی کام بن جائے اور ہم اپنے بھائی کو اس کی قید سے آزاد کروا سکیں۔

اب عنبر نے اٹھ کر چراغ کو دیکھا تو تیل اس میں موجود تھا۔ وہ سمجھ گیا چراغ کو بجھانے میں بھی اسی شیطان کا ہاتھ تھا۔ صبح ہوئی بنارس کی صبح تو دنیا میں مشہور ہے جس طرح اودھ کی شام مشہور ہے۔ عنبر اور ماریا بھی جلدی ہی اٹھ گئے کیوں کہ آج صبح ہی صبح رشیدہ اور سلیمان مع افضل کے ان کے لیے حلوہ اور پوریاں وغیرہ لے کر آئے تھے۔ بھوک نہ ہونے کے باوجود سب نے ساتھ ناشتہ کیا اور اس کے دوران ہی افضل نے باتوں باتوں میں بتایا:

عنبر بھائی نوکر نے مجھے بتایا ہے کہ سادھو اور اس کا چیلا کمرے میں نہیں ہیں۔ وہ رات کو ہی کہیں چلے گئے ہیں۔

عنبر نے پریشانی سے افضل کی طرف دیکھا گویا منزل قریب آ کر پھر دُور چلی گئی تھی!!

سونے کی زمین ہیروں کے پتھر

جس وقت افضل نے سادھو کے متعلق عنبر کو بتایا کہ وہ رات کو کسی وقت ہوٹل چھوڑ کر جا چکا ہے اس وقت سادھو گنگا ندی کے پار جنگل میں ناگ کے ہمراہ جا رہا تھا۔ وہ کالی کے چرن چھو کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے تھے سادھو جس کا نام بلبیر تھا اور جس نے بڑے بڑے کٹھن جاپ کر کے دیوتاؤں کو راضی کیا تھا۔ ہمالیہ کی ترائی میں آباد وحشیوں کے ایک قبیلے کی طرف جا رہا تھا جہاں کے متعلق اس نے سن رکھا تھا۔ وہاں کی زمین میں سونا اور مختلف قسم کے جواہرات پائے جاتے ہیں اور وہاں کے وحشی لوگ اس مہذب دنیا سے کوئی رشتہ نہیں رکھتے۔ اگر کوئی بھولا بھٹکا ان کے علاقے میں پہنچ جاتا ہے تو اسے جانوروں کی طرح شکار کر کے بھون کر کھا لیا جاتا ہے۔ اور انہیں مہذب دنیا سے نفرت ہے۔

ان کے بچے ان ہیرے جواہرات سے اس طرح کھیلتے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جیسے ہمارے بچے شیشے کی گولیوں سے کھیلا کرتے ہیں۔ البتہ عورتیں ان موتیوں سے اپنے لئے ہار اور مختلف قسم کے زیورات تیار کرتی ہیں۔ اور ان کو اپنے بالوں میں بھی پرو کر اپنی زیبائش کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا یہاں کوئی مصرف نہیں۔ سونے کو وہ بے کار دھات سمجھتے ہیں۔ البتہ کہیں لوہا نکل آتے تو ان کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں رہتا۔ کیوں کہ اس وحشی دنیا میں لوہا نہایت ہی قیمتی دھات تصور کیا جاتا ہے جس سے مختلف قسم کے ہتھیار بنائے جاتے ہیں۔

یہاں کی حکمرانی ایک سردار کے پاس ہوتی ہے جو قبیلے کا سب سے طاقت ور آدمی ہوتا ہے۔ دوسرے نمبر پہ یہاں کا جادوگر ہوتا ہے جسے وزیر اعظم کی حیثیت حاصل ہوتی ہے بیماریوں کا علاج بھی وہ جڑی بوٹیوں کے ساتھ ساتھ جادو ٹونے سے کرتے ہیں۔

زندگی کا زیادہ تر انحصار شکار پر ہوتا ہے جو یہاں کے جنگلوں میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ اور ان ہی کی کھالوں سے تن ڈھانپنے کا کام بھی لیا جاتا ہے۔ یہاں کتے اور بلیوں کی جگہ لوگ شیر، بھیڑیے اور ہاتھی کے بچے پالتے ہیں۔ اور ہمالیہ کی غاروں میں رہتے ہیں۔ جہاں انہوں نے بہت سی غاروں کو جو ساتھ ساتھ ہیں ایک دوسرے سے ملانے کے لئے

راستے کھود کر بنا لئے ہیں اس طرح کئی غاروں کا تعلق ایک دوسرے سے ہو گیا ہے۔ جہاں یہ لوگ آباد ہو گئے ہیں۔

پانی کے لئے ندی نالوں کی یہاں کوئی کمی نہیں ہے جن سے مچھلی کا شکار بھی انہیں مل جاتا ہے۔ برچھی کلہاڑی اور تلوار نما ہتھیار اور خنجر یہ لوگ لڑائی میں استعمال کرتے ہیں قبیلے کے لوگ ٹولیوں کی صورت میں جنگل میں نکل جاتے ہیں اور شکار کر کے جو بھی لاتے ہیں اکٹھا ہی ایک جگہ الاؤ لگا کر بھونا جاتا ہے۔ اور پھر سردار ضرورت کے مطابق سب میں تقسیم کر دیتا ہے۔

یہاں کی کانوں میں سونا اور قیمتی موتی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ اور روڑوں اور کنکروں کی طرح سے وادی میں بکھرے ہوتے ہیں۔

اس بے حساب دولت کے لئے سادھو نے اپنے گرو سے سب کچھ سن رکھا تھا۔ جس نے اسے بتایا تھا کہ مختلف وقتوں میں لوگ دولت کے لالچ میں وہاں جاتے رہے ہیں اور وحشیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اور اس نے نصیحت کی تھی۔ بیٹا لالچ بری بلا ہوتی ہے۔ اس سے بچنا۔

گرو کی موت کے بعد سادھو بلبیر نے جس کے دل میں بچپن سے اس دولت کو حاصل کرنے کا لالچ پیدا ہو گیا تھا اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اندر شکتی پیدا کرنے کے لئے دیوتاؤں جاپ کئے۔ اور اب اسے ایک ایسے علم کی ضرورت تھی۔ جو مقابلے کے وقت جو چاہے وہ موقع محل کی نزاکت کو سمجھتے ہوتے بن جائے جس کے لئے اس نے ناگ کو پھانس لیا۔ اور اب وہی سادھو اپنے غلام ناگ کے ساتھ ہی اس دولت کی ہوس میں چلا جا رہا تھا۔

عنبر اور ماریا نے بنارس کے تمام مندروں کو چھان مارا۔ لیکن وہ وہاں ہوتے تو ملتے اور عنبر ہاتھ مل رہا تھا کہ منزل کتنی قریب آکر کھو گئی ہے۔

ماریا نے کہا میں نے تو تمہیں پہلے ہی کہا تھا عنبر بھائی کہ اس چیلے کا گلا دبا دو لیکن اس دفعہ تم زیادہ ہی محتاط تھے اب خدا جانے ناگ کے لئے کتنے پاپڑ بیلنے پڑیں گے وہ ہر مندر میں ہندووا نے لباس میں جاکر سادھو کا حلیہ بیان کر کے اس کے متعلق پوچھتا اور کہتا۔

وہ میرے گرو ہیں اور ہم دونوں بچھڑ گئے ہیں اس آس پر شاید کوئی کچھ پتہ بتا دے۔ لیکن ابھی تک کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی۔

عنبر مایوس نہیں ہوا تھا اس کا خیال تھا ان ہی مندروں میں سے ضرور کسی سے ان کے متعلق پتہ چل جاتے گا البتہ ماریا کا دل سلمان کے ساتھ ضرور لگ گیا تھا اور اکثر رشیدہ کے ساتھ اس

کی گاڑھی چھنتی تھی۔

آج پھر عنبر مارا مارا پھرتا ہوا جب کالی کے مندر آیا تو اس نے نئے آنے والے یاتریوں کو باتیں کرتے سنا جو اسی جنگل سے ہو کر کسی شہر سے کالی ماتا کے درشن کو آئے تھے۔ ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا۔

بالک رام گرو بڑا یا چیلا۔

دھرم داس یہ دوسرے کا نام تھا نے جواب دیا۔ کل جو کچھ دیکھی ہے اس کے حساب سے تو چیلا ہی بڑا ہے بھائی۔

عنبر کے کان کھڑے ہوئے اور وہ قریب ہی بیٹھ کر دونوں کی گفتگو سننے لگا۔

بالک رام کہہ رہا تھا مجھے تو اس میں کچھ گڑ بڑ نظر آتی تھی لیکن ہمارے پاس وقت ہی نہیں تھا قافلے والے جلدی میں تھے میں نے اپنے کان سے سنا ہے۔ چیلا گرو کو کہہ رہا تھا۔

ناگ مجھے بھوک لگی ہے گرم گرم پوریاں اور مٹھائی لا کر دے اور گرو نے کہا جو حکم ہو آقا غلام ابھی حاضر کرتا ہے۔

دھرم داس نے کہا مجھے تو صاف لگ رہا تھا کہ موٹے سادھو پر کوئی جادو کیا گیا ہے۔ اس کی چال ڈھال سے لگتا تھا کہ جیسے یہ جسم اس کا اپنا نہ ہو۔

عنبر ان کے قریب چلا گیا اب اسے یقین ہو چکا تھا کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ دونوں اسی بدمعاش سادھو کی باتیں کر رہے ہیں۔ اور اس نے ان سے پوچھا۔

آپ لوگوں کی باتیں مَیں نے سن لی ہیں اور مَیں بھی ان کو دیکھ کر شک میں مبتلا ہو گیا تھا۔ لیکن وہ ایسے یہاں سے غائب ہوئے کہ پھر پتہ ہی نہ چلا۔

کیا آپ لوگ بتا سکتے ہیں کہ وہ کدھر جا رہے تھے۔

دھرم داس نے کہا میرا خیال ہے ان کا رخ کوہ ہمالیہ کی گپھاؤں کی طرف تھا۔ اکثر سادھو پنڈت اس سونے اور ہیروں کے لئے ادھر ہی رخ کرتے ہیں جو آدم خور قبیلہ کے پاس پایا جاتا ہے۔ لیکن آج تک وہاں سے زندہ لوٹ کر آتے کسی کو نہیں سنا وہ آدم خور باہر کی دنیا کے لوگوں کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں اور انہیں بھون کر کھا جاتے ہیں۔

بالک رام نے کہا ذرا سی شکتی مل جاتی ہے تو لعب و لالچ میں آ جاتے ہیں۔ اور اپنی جان گنوا دیتے ہیں۔

عنبر نے کہا کہ یہ آدم خور قبیلہ ہے کہاں کیا یہ سچ ہے کہ وہاں کی زمین میں سونا اور قیمتی ہیرے جواہرات ہیں

دھرم داس نے کہا سنتے چلے آئے ہیں آنکھوں سے دیکھا تو ہے نہیں۔ آج تک کوئی ایسا شخص بھی نہیں ملا جو وہاں کے آدم خوروں سے بچ کر ہی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہو لیکن اس لالچ میں

بہت سوں کو جلتے ہوتے دیکھا ہے۔

عنبر نے ان سے رخصت ہوتے ہوتے کہا آپ ٹھیک کہتے ہیں لالچ بری بلا ہے۔

اب عنبر کو سو فیصدی یقین ہو گیا تھا کہ سادھو ناگ کو لے کر سونا اور موتی ہی حاصل کرنے گیا ہے۔ کیوں کہ وہ سادھو تو بنا ہی مکاری اور شیطانیت کا تھا۔

عنبر جلدی سے واپس آیا اور اس نے ماریا سے مشورہ کیا ماریا تو پہلے ہی تیار بیٹھی تھی کہ ناگ کے متعلق کچھ پتہ چلے تو اسے اس سادھو کے چنگل سے آزاد کرائیں **پھر ان** دونوں نے رشید اور افضل سے اجازت لی سلیمان کو پیار کیا اور **اس لالچی** سادھو کی تلاش میں روانہ ہو گئے۔

اب سادھو منزل پر منزل مارتا ہمالہ کی گپھاؤں کی طرف جا رہا تھا۔ اس کے پاس ناگ کی طاقت تھی۔ جو شیر، ہاتھی اور ضرورت پڑنے پر سب کچھ بن جاتا تھا۔ سادھو کو معلوم تھا کہ ان وحشی لوگوں کو طاقت کے ذریعے نہیں زیر کیا جا سکتا صرف اس قسم کی شعبدہ بازی ہی انہیں زیر کر سکتی ہے۔ اگر ایک دفعہ وہ ان سے زیر ہو گئے تو یہاں کی سرداری ان کے قدموں میں ہو گی اور یہاں کی دولت کے یہ مختار کل ہوں گے۔ اسی کام کے لئے اسے ناگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹھکانے پر غار کے اندر لے گئے۔ جو اندر سے بہت کھلا تھا اور پہاڑوں میں گھرا ہوا میدان ہی لگتا تھا۔ جہاں ایک بڑے پتھر پر شیر کی کھال بچھائے ان کا سردار سفید پروں کا تاج پہنے بیٹھا تھا۔ جس پر ہیرے جگمگا رہے تھے۔ وہ کافی قوی الجثہ اور توانا جسم کا مالک تھا۔ گلے میں بھی ہیرے اور موتیوں کے ہار پڑے تھے، ساتھ مختلف جانوروں کی ہڈیاں کے ہار بھی پڑے تھے۔ گویا ہیرے موتی اور ہڈیوں میں انہیں کوئی فرق ہی نہ محسوس ہوتا تھا۔ وہ جسم سے ننگا تھا صرف زیر جامہ ہی پہن رکھا تھا۔ جو کسی جانور کی کھال کا تھا۔ جس پر مختلف رنگوں سے نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ اور پاس ہی ایک لمبا سا چمکدار نیزہ پڑا ہوا تھا۔

اس کے ساتھ ہی قبیلے کا جادوگر بیٹھا ہوا تھا۔ جس کا سر منڈا ہوا تھا۔ اور اس پر کھوپڑی سیاہ رنگ کی بنی ہوئی تھی۔ اس کی بھنویں تک منڈھی ہوئی تھی اور چہرے پر مختلف رنگوں سے لکیریں بنی ہوئی تھیں۔ اس کے جسم پر بھی انسانی ہڈیاں اور کھوپڑی سیاہ رنگ سے بنی ہوئی تھی۔ اور گلے میں بھی ہڈیوں کے ہار پڑے ہوئے تھے۔ اس کے پاس ایک بہت بڑی کھوپڑی اور دو ٹانگوں کی لمبی ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں۔ آنکھوں میں بھیڑیوں والی چمک تھی۔ اور شکل سے لومڑیوں کی طرح مکار لگتا تھا۔ چہرہ جھریوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور کانوں میں لوہے کے

جیسے آدمی کی ضرورت تھی۔

اسے جس چیز کی ضرورت ہوتی ناگ کو حکم کر دیتا جو منٹوں میں اسے لاکر دیتا اور وہ ناگ کی وجہ سے سفر کرتے ہمالیہ کی غاروں کی طرف جا رہے تھے۔ جہاں آدم خور قبیلہ آباد تھا۔

عنبر اور ماریا نے بھی گنگا ندی کو پار کیا اور اس جنگل کی راہ لی جو ہمالیہ کی راہ میں کئی میلوں میں پھیلا ہوا تھا۔

عنبر خود گھوڑے پر سوار تھا جب کہ ماریا اپنے مخصوص انداز میں ساتھ دوڑنے والی اڑان سے جا رہی تھی۔ بھوک پیاس اور نیند تو انہیں ستاتی ہی نہیں تھی۔ پھر رکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا صرف گھوڑے کو تازہ دم رکھنے کے لئے وہ کچھ دیر ٹھہر جاتے اور جوں ہی گھوڑا گھاس پانی سے فارغ ہو جاتا وہ پھر چل دیتے عنبر کو اس مکار اور دھوکے باز سادھو پر غصہ تھا وہ جلد از جلد اس سے ٹکرا جانا چاہتا تھا خواہ انجام کچھ بھی ہو۔

دوسری طرف ایک روز جب سادھو رات کے بعد بیدار ہوا تو اس نے جھاڑیوں میں سرسراہٹیں سنیں اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ سوچے چاروں طرف سے نیزہ بردار وحشی نکل پڑے اور انہیں ہنکاتے ہوئے اپنے ڈیرے کی طرف لے چلے۔

سادھو خود بھی یہی چاہتا تھا کہ یہ لوگ خود اسے اپنے ٹھکانے پر لے جائیں۔ اندر لے جائیں۔ اسی لئے اس نے کوئی زحمت نہ کی۔ اور آدم خور وحشی خوشی کا رقص کرتے ہوئے انہیں اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باے بڑے ہوتے تھے۔ ان کے پیچھے ایک پتھر کا بت پندرہ بیس فٹ لمبا کھڑا تھا۔ جسے یہ چمپک دیوتا کے نام سے پکارتے تھے۔ اور قبیلے کی خوش حالی کو اسی کا کرم سمجھتے تھے اور اس دیوتا سے بہت ڈرتے تھے۔ کیوں کہ اس کی ناراضگی سے انہیں شکار ملنا بند ہو جاتا تھا۔ پہاڑوں میں زلزلے آنے لگتے تھے اور ندی نالے سوکھ جاتے تھے۔

خانہ بدوش سادھو اور ناگ کو نیزوں کے دائرے میں لے کر سردار کے سامنے لے آئے۔

سردار نے انہیں خوش ہو کر دیکھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے عورتیں بچے جوان پہاڑوں کے اندر سے اور نہ جانے کہاں سے آکر جمع ہونے شروع ہو گئے۔

قبیلے کا جادوگر جو مختلف زبانیں جانتا تھا اس نے سادھو سے پوچھا۔

کیا تم نہیں جانتے کہ ہم اپنی دنیا میں کسی مہذب دنیا کے انسان کو ہرگز برداشت نہیں کرتے ہیں اور بھون کر کھا جاتے ہیں۔ اس لئے کہ تم لالچی کتے یہاں سے سونا اور پتھر لینے آتے ہو۔

مکار سادھو کے چیلے نے ایک نظر چمپک دیوتا کی طرف دیکھا اور پھر مسکرا کر جادوگر کی طرف دیکھا اور کہا

تم کیسے جادوگر ہو جو اپنے دیوتا کے بڑے بھائی کو نہیں

پہچانتے ہو۔ میں تمہارے دیوتا چمپک نے خود بلوایا ہے جو اس سردار سے ناراض ہے۔ اور اس کی جگہ مجھے سردار بنانا چاہتا ہے۔

سردار اپنا نیزہ لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔ کیوں کہ جادوگر نے اسے اپنی زبان میں یہ یہ ساری گفتگو سمجھا دی تھی۔ تب جادوگر نے اسے روک دیا اور کہا۔

صبر کر سردار میں نے تجھے منع کیا تھا لیکن تو نے نہیں مانا اور شاید عظیم دیوتا چمپک تجھ سے ناراض ہو گیا ہے تو نے باہر کی دنیا سے آتی ہوئی لڑکی کے ماں باپ اور رشتہ داروں کو تو بھون کر قبیلے کو کھلا دیا لیکن اس لڑکی کو اپنی بیوی بنا لیا جو ہمارے قبیلے کے قانون کے خلاف بات ہے اور یہ قانون تو جانتا ہے جو ہمارے بزرگوں کو دیوتا نے بنا کر دیئے تھے جس کی پابندی ہم پر لازم ہے۔

اب ان لوگوں کو اپنا مہمان بنا کر یہاں رکھ میں رات کو جاپ کروں گا اور دیوتا سے اس کی مرضی معلوم کر لوں گا۔

سردار نے کہا عظیم جادوگر! میں تیری طاقت سے بخوبی واقف ہوں اور مجھے امید ہے کہ تو دیوتا کو راضی کر لے گا۔

جادوگر نے متکبرانہ اپنے سر کو اٹھا کر سردار کی طرف دیکھا اور کہا

قباچہ! یہ سردار کا نام تھا میں تیرے لئے پوری کوشش کروں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گا۔ اس لئے کہ تو طاقت ور ہے اور قبیلے کا کوئی جوان تیرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور ہمارے قانون کے مطابق طاقت ہی حکمران رہی ہے۔ اب تو اپنے آدمیوں کو حکم دے دے کہ ان لوگوں کو ایک علیحدہ جھونپڑے میں مہمان بنا کر رکھیں لیکن ان کو بتائے بغیر ان کی نگرانی بھی کریں۔ جب تک میری دیوتا سے بات چیت نہیں ہو جاتی ہم ان کے متعلق کوئی بھی رائے ، تم نہیں کر سکتے۔

سردار نے کہا ٹھیک ہے پھر اس نے اپنی زبان میں کچھ نوجوانوں کو حکم دیا جب وہ چلے گئے تب جادوگر نے اٹھ کر سادھو سے کہا

ہم اپنے دیوتا کے بھائی کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ تم لوگ فی الحال ہمارے مہمان بن کر رہو سرداری کے لئے ہمارا فیصلہ کل ہو گا۔ کیوں کہ عظیم دیوتا رات کو ضرور کوئی حکم دے گا۔ اور اس پر صبح ہی عمل ہو گا۔ ہمارے قبیلے میں صدیوں سے طاقت کی حکمرانی چلی آ رہی ہے بہت ممکن ہے تمہیں پرانے سردار سے مقابلہ بھی کرنا پڑے اگر دیوتا تمہارے حق میں ہو گا تو پرانے سردار کی شکست ہو جائے گی اور شکست خوردہ سردار زندہ رہ کر زندگی نہیں گزار سکتا اسے ہر حالت میں مرنا ہو گا۔ اس کے بعد اس کی تمام ملکیت مع بیویوں اور بچوں کے نئے سردار کا حق ہوتا ہے۔

قباچہ کی ۵۰ بیویاں ہیں۔ ایک سو پچاس بچے ہیں، چار شیر

ہیں۔ دس بھیڑیئے ہیں اور پچاس ریچھ ہیں۔ دو نیزے ایک کلہاڑی ایک تلوار اور چار خنجر ہیں جو سردار بننے پر تمہارے حوالے کر دیئے جائیں گے۔ لیکن اگر تم شکست کھا گئے تو تمہارے گوشت پر تمام قبیلے کی دعوت ہو گی اور تمہیں اذیتیں دے دے کر ہلاک کیا جائے گا۔ اب تم ہمارے آدمیوں کے ساتھ جاؤ تمہارے لئے ایک جھونپڑا خالی کرا دیا گیا ہے۔

سادھو مع چیلے کے چند نیزہ بردار نوجوانوں کے ایک طرف روانہ ہوا جوان کو جھونپڑے میں چھوڑ کر واپس چلے گئے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر اور مہاناگ رانی

دوسری طرف عنبر اور ماریا دونوں سادھو کی تلاش میں ہمالیہ کی وادیوں میں پہنچ کر رک گئے تھے کیوں کہ یہاں تقریباً بارشیں ہوتی ہی رہتی تھیں ایک آدھ گھنٹہ سورج نکلتا پھر وادیوں سے دھواں اٹھ کر ہمالیہ کی چوٹیوں تک جاتا جو بادل بن کر دیکھتے ہی دیکھتے آسمان پر چھا جاتا اور پھر موسلا دھار بارش ہونے لگتی ۔ لہٰذا سورج غروب ہوتے ہی آسمان کو سیاہ بادلوں نے اپنی آغوش میں لے لیا تھا ۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے بارش شروع ہوگئی ۔

ماریا اور عنبر دونوں بھاگ کر ایک قریبی چھوٹے سے غار میں پناہ لینے کے لئے گھس گئے اتفاق سے یہاں بھیڑیوں کا ایک پورا جھنڈ موجود تھا اور جوں ہی عنبر اندر داخل ہوا اور انہوں نے انسانوں کی بو محسوس کی وہ غرانے لگے کیوں کہ ماریا تو انہیں نظر ہی نہ آ رہی تھی البتہ عنبر پر حملہ کرنے کے لئے وہ بالکل تیار تھے ۔

اب عنبر کے لئے یہ دشواری تھی کہ باہر موسلا دھار بارش ہو رہی تھی اس لئے اس پناہ گاہ کو چھوڑ کر وہ کسی دوسری کی تلاش میں جا بھی نہیں سکتا تھا ۔ کیوں کہ خدا نے جن کو طاقت دی ہوتی ہے وہ اس کے غلط استعمال سے گریز کرتے ہیں اور کمزوروں پر رحم کرتے ہیں ۔

عنبر کا ان بھیڑیوں سے ٹکرانے کا کوئی ارادہ نہ تھا لیکن ماریا نے کہا

یہ جانور ہیں اور باوجود کہ تم انہیں کوئی گزند پہنچانا نہیں چاہتے یہ تمہارا بالکل لحاظ نہ کریں گے ۔ ان کو یہاں سے بھگانا ہی پڑے گا ۔

جس وقت ماریا عنبر سے یہ باتیں کر رہی تھی اسی وقت دو بھیڑیوں نے جو غالباً اس جھنڈ کے سردار تھے عنبر پر حملہ کر دیا یہ الگ بات ہے کہ ان دونوں کو اپنے ٹوٹے ہوئے ناخنوں کا ماتم کرنا پڑا ۔

اس کے بعد ہی پورے جھنڈ نے جن میں بارہ بھیڑیے تھے عنبر کو گھیر لیا اور تابڑ توڑ حملے شروع کر دیتے لیکن کسی کے دانت اور کسی کے پنجے لنگ کر رہ گئے تب عنبر نے انہیں دموں سے پکڑ پکڑ کر باہر دور پھینکنا شروع کر دیا جس سے کئی تو اپنی ٹانگیں اور کئی اپنی ریڑھ کی ہڈیاں تڑوا بیٹھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور یہ غار اس جھنڈ سے خالی ہو گیا۔ لیکن بارش ایک ہی رفتار سے موسلا دھار ہو رہی تھی۔ اور کئی برساتی نالے بہہ نکلے تھے۔

عنبر نے ماریا سے کہا ایسا لگتا ہے رات اسی غار میں گزارنی پڑے گی۔ کیوں کہ اس جنگل میں کہیں کہیں دلدلی علاقہ بھی ہے اس لئے رات کا سفر نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتا تھا۔

ماریا نے کہا ٹھیک ہے اب سادھو ہماری نگاہوں سے بچ کر نہیں جا سکتا۔

عنبر غار کے دہانے پر زمین پر بیٹھ گیا لیکن ماریا تو چین سے بیٹھ سکتی ہی نہ تھی لہذا اس نے اس غار کا معائنہ شروع کر دیا۔ اور وہ اندر تک اس غار کا اختتام دیکھنے کے لئے چلی گئی۔

یہ غار آگے جا کر تنگ ہوتی جا رہی تھی۔ دوسری طرف کوئی راستہ نہ تھا اور غار آگے سے بند ہو گئی تھی لیکن وہاں جا کر ماریا نے ایک عجیب ہی منظر دیکھا غار کے اختتام پر پتھروں کی ایک قبر بنی ہوئی تھی۔ جس کے چاروں طرف کئی چھوٹے بڑے سانپ لہرا رہے تھے ایک سانپ نے اپنا من اگل دیا جو نہایت چمک دار تھا اور اس سے اس حصے میں روشنی سی ہو گئی۔

لیکن سانپوں نے ماریا کی بو پا کر اس کی طرف دیکھا اور اپنے پھن جھکا دیئے۔ انہوں نے اپنے آقا ناگ کی بو ماریا میں محسوس کر لی تھی۔

تب ایک ناگ نے احترام سے آگے بڑھ کر اپنی زبان میں ماریا کو خوش آمدید کہا کہ ہم اپنے آقا کے بھائی اور بہن کو اس مبارک اور متبرک جگہ آنے پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ یہ الفاظ ماریا نے محسوس کئے۔ اور وہ انسانوں کی زبان میں ڈھل کر ماریا کے دماغ میں آ گئے۔

تب ماریا نے کہا اے میرے پیارے بھائی کے ہم نسلوں یہ کیا ماجرہ ہے یہاں کس کی قبر پر تم لوگ اکٹھے ہوتے ہو۔

جواب میں اسے بتایا گیا کہ یہاں مہا ناگ رانی کلاوتی کی قبر ہے جو آسمانوں پر اندر بھگوان کے سنگھاسن پر بیٹھی ہے اور اس کی بہن ہے۔

ہم یہاں سالانہ تقریب کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں ہمیں خوشی ہو گی اگر عظیم عنبر بھی اس میں شامل ہو جاتے جو یہاں آ تو گئے ہیں لیکن اس جگہ سے ناواقف ہیں۔

ماریا نے کہا فکر نہ کرو میں عنبر کو لے کر ابھی آتی ہوں پھر ماریا وہاں سے عنبر کے پاس آتی۔ جو باہر نکل کر آسمان کی طرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نگاہ کتے بادلوں سے اندازہ لگا رہا تھا کہ بارش کب تک تھم سکتی ہے۔

ماریا نے اسے سانپوں کے اجتماع اور جہا ناگ رانی کلاوتی کی قبر کے متعلق بتایا عنبر بہت خوش ہوا۔ اور اس نے کہا کہ شاید قدرت ہم پر مہربان ہو رہی ہے

میں جہا ناگ رانی کلاوتی سے ناگ کے متعلق پوچھوں گا کہ وہ کس طرح سادھو کی قید سے آزاد ہو سکتا ہے۔

ماریا نے کہا ٹھیک ہے پھر وہ دونوں واپس غار میں پہنچ گئے جہاں سانپ باقاعدہ اپنی دیوی کی قبر پر عبادت کے انداز میں اپنے پھن اٹھائے اپنی پھنکاروں میں اس سے اپنی عقیدت کا اظہار کر رہے تھے۔

عنبر اور ماریا نے جب یہ دیکھا تو وہ بھی ایک طرف خاموشی سے بیٹھ گئے۔

اب سانپ حلقہ بنا کر قبر کے چاروں طرف بیٹھ گئے کچھ گھوم رہے تھے۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد تمام غار خوشبو سے مہک گئی۔ سانپوں پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی فضا میں ایسی شہد کی گھلی سریلی اور رسیلی آوازیں پیدا ہو گئی تھیں۔ جیسے بہت سی نوعمر لڑکیاں مل کر کسی نامعلوم آواز میں گیت گا رہی ہوں۔ پھر ایک چھوٹا سا بادل کا ٹکڑا غار کے دھانے سے اندر

داخل ہوا جو روشن اور چمکدار تھا وہ سیدھا آکر کلاوتی کی قبر پر کھڑا ہو گیا۔ اور اس دائرے سے جہا رانی مسکراتی ہوئی نکل آئی۔ سب سانپ سجدے میں جھک گئے۔

جہا ناگ رانی نے چاروں طرف دیکھا اور اس کی نظریں عنبر اور ماریا پر رک گئیں۔ پھر اس نے تبسم بھرے انداز میں کہا۔

عنبر اور ماریا مجھے معلوم ہے تمہارا بھائی ناگ ایک شیطان سادھو کے جادو کے اثر میں ہے۔ یہ اس کی سزا ہے اسے طاقت کسی نمائش، اور خودنمائی یا شعبدہ بازی کے لئے نہیں دی گئی۔ طاقت صرف انسانوں کی بھلائی اور دکھیوں کی دادرسی کے لئے دی گئی ہے۔ انسانیت کی خدمت کے لئے عطا ہوتی ہے ناگ نے اس شیطان سادھو کے ساتھ شیخی اور تکبر میں آکر شعبدہ بازی کی ہے اور اسی بات کی یہ اسے سزا ملی ہے کہ وہ غلام بن کر سادھو کی ہر خواہش پوری کر رہا ہے۔

عنبر نے کہا جہا دیوی اب تو اسے کافی سزا مل چکی ہے اب آپ اس کی مدد کریں۔

کلاوتی نے کہا عنبر چند روز کی اور بات ہے ناگ کو رہائی تمہاری اور ماریا کی مدد سے ہی ملے گی۔ لیکن ابھی سادھو کے عروج کا سورج غروب نہیں ہوا۔ ابھی تو وہ آدم خوروں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا سردار بنے گا۔ اور ناگ ہاتھی بن کر اس کی سواری کو حاضر رہے گا۔ پھر اس سے بھی ایک غلطی ہو گی جس طرح آدم خوروں کے سردار سے ہوتی ہے۔ جس نے ایک بہت ہی شریف مسلمان لڑکی کو جس کا خاندان ایک قافلے سے بچھڑ کر راستہ بھٹک گیا تھا۔ اور وہ آدم خود قبیلے میں جا نکلے تھے زبردستی اپنی بیوی بنا کر رکھا ہوا ہے۔

سادھو کے قبضے میں اس کی دوسری بیویوں کے ساتھ یہ خدا کی عبادت کرنے والی لڑکی بھی آئے گی۔ جس کے دامن کو وہ سردار چھو نہیں سکا تھا۔ لیکن سادھو اس لڑکی کو اپنانے کی کوشش کرے گا۔ اور یہی بات اسے تباہی کی طرف لے جائے گی۔ اسی دن تمہارے قدم وہاں پہنچیں گے اور تمہارے ہی ہاتھوں اس سادھو کا زوال ہو گا۔ اور وہ آدم خوروں کی خوراک بن جاتے گا اس کے عروج تک تمہیں باوجود کوشش کے بھی وہ جگہ نہ مل سکے گی۔

عنبر نے کہا مہا ناگ رانی ہم اس کے جادو کا مقابلہ کیسے کریں گے۔

کلاوتی مسکرائی اور کہا جیسے آج تک کرتے آئے ہو کوئی نہ کوئی امداد تم تک پہنچ ہی جاتے گی جس کا مجھے علم نہیں کیوں کہ ناگ میری رعیت میں سے ہے اس لئے مجھے اس

کے متعلق سب کچھ علم ہے بقایا باتیں کسی اور بڑی طاقت کو معلوم ہوں گی۔ میں نہیں جانتی۔

تب مہا ناگ رانی کلاوتی نے سانپوں کو اپنے آشیرباد سے نوازا۔ اپنے درشن دیتے اور پھر اسی طرح بادل کے ٹکڑے میں تحلیل ہو کر غار سے باہر نکل گئی۔

سانپوں نے سجدے سے سر اٹھاتے پھر عنبر اور ماریا کو تعظیم دیتے ہوتے ایک ایک کر کے وہاں سے اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گتے۔

تب عنبر نے ماریا سے کہا لو بھی ابھی تو ہمیں بقول مہا ناگ رانی کے کئی دن راستہ تلاش کرتے گزارنے ہیں۔

ماریا نے کہا ناگ بھاتی کے لئے یہ تکلیف بھی اٹھا لیں گے پھر دونوں غار کے دہانے کے پاس بیٹھ کر مستقبل کے بارے میں سوچ بچار کرنے لگے۔ اور رات دبے پاؤں گزرتی رہی۔ بارش چھم چھم کر ہوتی رہی اور پھر سورج نے پہاڑوں کے دامن سے سر نکالا اور سارے جنگل میں سنہری کرنیں سونے کی طرح وادیوں میں پھیل گئیں۔

ڈیرے میں صبح صبح ہی ناگ کو جو سادھو کے بھیس میں ہی تھا۔ تھوڑی دور سے تلاوت قرآن پاک کی آواز سنائی دی اس کی روح اسیر ہونے کی باوجود اس بابرکت آواز سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بے چین ہو گئی۔ اس تالاب کے خاموش پانی کی طرح جس میں کسی شرارتی لڑکے نے بلا وجہ پتھر پھینک مارا ہو اور ٹھہرے ہوئے پانی میں تلاطم برپا ہو جائے۔ یہی کیفیت ناگ کی تھی اس کی طبیعت میں اضطرابی تلاطم برپا تھا وہ کچھ نہ جانتے ہوئے بھی بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ اور پھر اس کے قدم غیر ارادی طور پر خود بخود آواز کی سمت چل پڑے جو ایک جھونپڑے سے آ رہی تھی۔ اس نے جھانک کر اندر دیکھا ایک خوش شکل لڑکی اپنے سامنے کلام پاک کو کھولے تلاوت کرنے میں معروف تھی لیکن جلدی ہی اس کا چیلا آکر اسے ڈانٹ کر زبردستی اپنے جھونپڑے میں لے گیا۔

دوسری طرف قبیلے کا جادوگر جادو کے علم سے بالکل ہی کورا تھا۔ آدمی سازشی اور عقل مند تھا اس لئے بے وقوفوں پر حکومت کر رہا تھا۔

رات کے وقت وہ سادھو کی جھونپڑی میں آیا اور اس نے سردار کے خلاف اپنی وفاداری کا رشتہ قائم کر لیا کیوں کہ پرانا سردار کئی موقعوں پر اسے آنکھیں دکھانے لگا تھا۔ اور اپنی مرضی کے مطابق فیصلے کروانے لگا تھا۔ جس سے اس نے اپنے اقتدار کو خطرے میں محسوس کر لیا تھا۔

سادھو کی آمد نے اس کی گرتی ہوتی ساخت کو سنبھالا دیا تھا اور وہ جان گیا تھا۔ جو آدمی اتنی دیدہ دلیری سے یہاں آن پہنچا ہے۔ ضرور جادو کے علم سے واقف ہے اور ایسے آدمی کی حمایت حاصل کر لینا ابن الوقتی کے مترادف ہے۔ لہٰذا رات کو ہی دونوں میں باہم مشورہ ہو چکا تھا اور ہر چیز طے ہو گئی تھی۔

دوسری طرف پرانا سردار قباچہ الصبح جادوگر کی جھونپڑی میں گیا تھا اور اپنا نیزہ اس کے سینے پر رکھ کر کہا یاد رکھو میری زندگی ہی سے تیرا بھرم قائم ہے۔ اگر کوئی فیصلہ بھی میرے خلاف ہوا تو تجھے ختم کر دوں گا۔

اس قبیلے کے لوگ بے وقوف ہیں اور ان پر تیرے جادو کی دھاک بیٹھ سکتی ہے۔ لیکن میں نے سرداری اپنے بازوؤں کی طاقت سے حاصل کی ہے۔ اور جانتا ہوں تجھ میں کوئی ایسی طاقت نہیں کہ تو عظیم دیوتا جھمپک تک رسائی حاصل کر سکے۔

تب جادوگر نے کہا مجھ پر شک نہ کر سردار فیصلہ تو عظیم دیوتا نے خود ہی کرنا ہے رات اس نے مجھ سے کہا ہے کہ سارے قبیلے کے سامنے میں خود راشن دوں گا اور اپنی زبان سے فیصلہ کروں گا۔

سردار نے حیرت سے کہا تو کیا وہ دیوتا ہی کے بھیجے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوتے آدمی ہیں۔

جادوگر نے کہا اے سردار مجھے دیوتا نے کچھ نہیں بتایا مجھے حکم ہوا ہے کہ ہر فیصلہ عظیم دیوتا اپنی زبان سے کرے گا۔

سردار نے کہا صدیوں سے ہمارے بزرگ یہاں آباد ہیں آج تک تو فیصلہ قبیلے کا سردار اور جادوگر ہی کرتے رہے ہیں کسی نے بھی دیوتا کو فیصلہ کرتے اور بولتے نہیں دیکھا۔

جادوگر نے کہا تو ٹھیک کہتا ہے سردار میری عقل بھی کام نہیں کر رہی۔ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا اب یہ کیسے ہوگا عظیم دیوتا ہی جان سکتا ہے۔

سردار قباچہ کچھ فکر مند سا نظر آنے لگا۔

تب اس نے کہا جس لڑکی کے متعلق تو نے کہا ہے کہ بیوی بنانے پر دیوتا ناراض ہو گیا ہے۔ شاید وہ ٹھیک ہی ہے اس کی حفاظت رات بھر ایک جنگلی شیر کرتا ہے میرا خیال ہے دیوتا ہی شیر کے روپ میں اس کی حفاظت کرتا ہے مجھ سے غلطی ہوتی ہے اب اگر میں سردار رہا تو اس لڑکی کو آزاد کر دوں گا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ جادوگر کی اس سلسلہ میں رائے لے اپنا نیزہ اٹھاتے یہاں سے چلا گیا۔ جادوگر کی سانس میں سانس آئی موت اس کے سر پہ آکر واپس ہو کر لوٹ گئی تھی اس نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور زیر لب کہا

میں اس موت کو ہمیشہ کے لئے ختم کرا دوں گا فکر نہ کر نادان سردار تیرے گوشت پر پورے قبیلے کی دعوت ہو گی۔ صبح جھیک دیوتا کے بت کے خول میں سادھو کا چیلا خود گھس کر تیری موت کا اعلان کرے گا اور تیری موت سے جشن کے بعد میں پھر جادوگر کی حیثیت سے تیرے تخت کے دائیں طرف بیٹھوں گا۔

ڈیرے میں ڈھول بجنے شروع ہو گئے تھے۔ جن کے ساتھ ساتھ آدم خور قبیلے کے نوجوان بوڑھے، عورتیں اور بچے جھیک دیوتا کے سامنے والے میدان میں اکٹھے ہونے شروع ہو گئے تھے جگہ جگہ ڈھول اور پہاڑی بکرے کے سینگ باجے کی طرح بج رہے تھے اور قبیلے کے لوگوں کو مطلع کر رہے تھے کہ اس اہم فیصلے کے لئے ہر خاص و عام دیوتا کے سامنے حاضر ہو اور اس کے فیصلے کو اپنے کانوں سے سُنے۔

آدم خور قبیلے کے لوگ آکر ایک دائرے کی شکل میں اپنے دیوتا کے سامنے بیٹھ رہے تھے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ دائرہ مکمل ہو گیا۔ جس کا مقصد تھا کہ ہر آدمی اس میدان میں اکٹھا ہو چکا ہے۔

جادوگر کے مشورے سے چیلہ دیوتا کے بت میں جا چکا تھا۔ نقاروں اور سینگوں کی آوازسے یہ وادی گونج رہی تھی۔ اور قبیلے والوں کے دل دھڑک رہے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوا میں تیزی آگئی تھی اور سورج نے اپنا منہ بادلوں میں چھپا لیا تھا۔ ماحول میں عجیب قسم کی دہشت پھیلی رہی تھی۔ بڑے بڑے سورماؤں کے جسم دیوتا کے سامنے کانپ رہے تھے۔ اور ان کے ماتھوں پر پسینہ آگیا تھا۔ سب سے آخر میں جادوگر اپنی جھگی سے نمودار ہوا۔ اس کے ماتھے منہ اور سارے جسم پر مختلف رنگوں کی لکیریں بنی ہوتی تھیں۔ اور ہاتھ میں ایک انسانی کھوپڑی اور دو ہڈیاں پکڑی ہوئی تھیں۔ جو کسی کے خون سے تر تھیں انسان تو انسان اس قبیلے کے پالتو درندے بھی دھاڑ رہے تھے۔ ہواؤں میں عجیب قسم کی سیٹیاں بج رہی تھیں جیسے کئی عفریت ہواؤں میں لہراتے پھر رہے ہیں۔

آسمان پر اب سیاہ بادل پوری طرح سے چھا گئے تھے۔ اور کبھی کبھی بجلی بھی کوند جاتی تھی۔

غار میں اندھیرا چھا جانے کی وجہ سے جادوگر نے مشعلیں روشن کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ اور ہر طرف مشعلوں کی زبانیں ہوا کے زور سے لہراتی نظر آنے لگیں۔ پھر اپنی جھونپڑی سے سردار پوری تیاری کے ساتھ سر پر تاج رکھے اور ہاتھ میں اپنا بھالا پکڑے مختلف رنگوں سے رنگا ہوا باہر آیا اس کے پیچھے اس کی بیویاں اور بچے تھے جو بہت اداس تھے۔

سردار نے آتے ہی ایک سؤر کی قربانی دیوتا کے قدموں

میں پیش کی۔

دیوتا کی آنکھوں سے آگ کے شعلے نکلنے لگے تھے اور منہ سے دھواں نکل رہا تھا۔

قبیلے والوں نے پہلے کبھی اس قدر غیض و غضب کی حالت میں نہ دیکھا تھا۔ وہ ڈر کے مارے کانپ رہے تھے قربانی کے بعد سردار اپنے تخت پر آکر بیٹھ گیا۔ اور جادوگر سے کہا دیوتا کے مہمانوں کو بھی بلا لو۔

ناگ اپنی پھولی توند کے ساتھ گھٹے ہوتے سر پر تیل ڈالے اور ماتھے پر چندن ملے گلے میں جنیئو ڈالے پاؤں میں لکڑی کی کھڑاویں بجاتے ہوا اپنی جگہ سے نکل کر سردار کے سامنے آگیا۔

تب سردار نے جادوگر سے کہا کہ وہ اپنا عمل کر کے دیوتا کو درشن دینے کے لئے کہا۔

جادوگر نے ہڈیوں کی حرکت سے کھوپڑی پر کوئی عمل پڑھنا شروع کر دیا۔ بادل گرجنے لگے اور بجلی کی کڑک نے وادی کی فضا کو دہلا کر رکھ دیا۔ دیوتا کے منہ سے دھواں اور بڑھ گیا اور آنکھوں سے الاؤ دہک گئے۔

جادوگر سجدے میں گر پڑا۔ تب دیوتا کے مونہہ سے آواز آئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قبیلے کے لوگوں تمہارے سردار نے باہر کی دنیا کی ایک لڑکی کو اپنی بیوی بنا کر جو پاپ کیا ہے۔ ہم اس سے سخت ناراض ہیں سردار کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ لیکن لوگ سجدے میں گر پڑے دیوتا کی آواز پوری وادی میں گونج رہی تھی۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عمران کے ریحانی
ایڈونچر
اے۔ حمید

۱۔ لنڈی کوتل کا بھوت -/۵
۲۔ مفرور قیدی -/۵
۳۔ ہینڈز اَپ -/۵
۴۔ ہیروں کے چور -/۵
۵۔ شاہی تاج کی چوری -/۵
۶۔ خونی راز -/۵
۷۔ آدھی رات کو فرار -/۵
۸۔ خفیہ ڈائری کی تلاش -/۵
۹۔ جب ہمیں عمر قید ہوئی -/۵
۱۰۔ بند کمرے کا راز -/۵
۱۱۔ پیرس کے جاسوس -/۵
۱۲۔ ایلاسکالا اور حبشی دادا -/۵
۱۳۔ کے جی بی کے جاسوس -/۵
۱۴۔ موت کی چٹانیں -/۵
۱۵۔ بارود کی موت -/۵
۱۶۔ سنڈریلا اور مسٹر ڈی کارلو -/۵
۱۷۔ میکاؤ کا سپاکو -/۵
۱۸۔ جاپان کی ڈمپل -/۵
۱۹۔ سناتا جالا لانگ اور پادری -/۵
۲۰۔ اچھا دوست الوداع -/۵
۲۱۔ ثابت ڈیوڈ اور عمران -/۵
۲۲۔ ایمٹی جل پری -/۵
۲۳۔ مائی وڈی اور موٹا ڈیڈی -/۵
۲۴۔ دُوربین میں قتل -/۵
۲۵۔ بلیک وارنٹ (سلور جوبلی نمبر) -/۱۲
۲۶۔ پستول پھینک دو -/۵
۲۷۔ ٹارچر عمران -/۵
۲۸۔ خاموش ریوالور کی گولی -/۵
۲۹۔ پھر دال میں کالا کالا -/۵
۳۰۔ ایٹم بم کی تلاش -/۵

مکتبہ [illegible]